اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ سَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللہ

ماہنامہ

اہلسنت

گجرات پاکستان

چیف ایڈیٹر: محمد مسعود قادری

INTERNATIONAL

ذوالحجۃ الحرام 1437ھ

ستمبر 2016ء

مسلمانانِ عالم کو 7 ستمبر 1974ء مبارک ہو،
اس دن قادیانی آئین میں غیر مسلم اقلیت قرار پائے

درسِ قرآن

اسلام اور قادیانیت

شیخ الحدیث والتفسیر خواجہ پیر مفتی محمد اشرف القادری محدث نیک آبادی

درسِ حدیث

ختمِ نبوت

پیشوائے اہلسنت، علامہ پیر محمد افضل قادری

جدّ الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام

پیشوائے اہلسنت، علامہ پیر محمد افضل قادری

تحریک تحفظ ختم نبوت میں امام اہلسنت قائد ملت اسلامیہ

الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار

ڈاکٹر علامہ قاری محمد رمضان نجم البادی

شرح سلام رضا

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مولانا شہزاد احمد مجددی چوراہی

تعلیم نسواں

مولانا محمد نواز قادری اشرفی

قربانی اور اسکے مسائل

پیشوائے اہلسنت، علامہ پیر محمد افضل قادری

آنکھیں بدلنے والو ذِلّت تمہیں پکارے

جسٹس ریٹائرڈ نذیر احمد غازی

ایڈیٹر محمد جمیل اعظمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ

عقیدہ ختم نبوت کے عظیم مجاہد

حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ

۱: جنہوں نے 1952ء سے قادیانیوں کے خلاف باقاعدہ کام شروع کیا۔

۲: مرزائیوں کے خلاف آل پاکستان مسلم پارٹیز کے بورڈ کے رکن منتخب ہوئے۔

۳: 1953ء میں آرام باغ کراچی سے تحریک کا آغاز ہوا تو آپ پیش پیش تھے۔ گرفتاریاں دینے کے لئے نوجوانوں کے جتھے تیار کئے۔

۴: 15اپریل 1974ء کو قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں ختم نبوت کے تحفظ کیلئے آواز بلند کی۔

۵: 30جون 1974ء کو قومی اسمبلی میں ایک تاریخی قرارداد پیش کی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۶: بیرونی ممالک نیروبی، ماریشس، لاطینی امریکہ، سرینام، گیانا ٹرینی ڈاڈ میں قادیانیوں سے مناظرے کئے۔ یہ مناظرے بند کمروں میں نہیں، مجمع عام میں ہوئے اور قادیانیوں کو مکمل شکست دی۔ اسکے علاوہ ٹرینی ڈاڈ اور جنوبی امریکہ اور نیروبی میں مرزائی مناظر ذلیل ہو کر کتابیں لے کر بھاگ گئے۔

۷: مرزائیوں کے سربراہ ناصر الدین کو قومی اسمبلی میں شکست دی۔ بالآخر آپکی کوششوں سے آپ کی پیش کردہ قرارداد پر 7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

۸: آپ کے مناظروں کو دیکھ کر 400 قادیانیوں نے توبہ کی اور اسلام قبول کیا۔ آپ قادیانیوں کے خلاف ننگی تلوار تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علم و تحقیق کا شاہکار شاندار مجلہ

الصلوٰۃ والسلام علیک وعلیٰ آلک واصحابک سیدی یارسول اللہ

ماہنامہ

اہلسنت

گجرات پاکستان

INTERNATIONAL

ذوالحجۃ الحرام 1437ھ بمطابق ستمبر 2016ء

تحفظِ مقامِ مصطفیٰ کا نقیب
اور
نفاذِ نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا علمبردار

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

حسنِ ترتیب

قیمت فی شمارہ	زرِ سالانہ	U.K	U.S.A
30 روپے	360 روپے	20 پاؤنڈ سالانہ	40 ڈالر سالانہ

عرب امارات: 100 درہم سالانہ

پبلشر: محمد مسعود قادری — پرنٹر: سلیمان تیمور — مقامِ اشاعت: الجامعۃ الاشرفیہ علی مسجد مرکزی گجرات

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: دفتر ماہنامہ "اہلسنت" الجامعۃ الاشرفیہ علی مسجد مرکزی گجرات

حمد و نعت

میں تو جب ڈوبنے جاؤں، وہ بچانے آئے
بھول کر بھی جو گروں، مجھ کو اٹھانے آئے

جب بھی حالات کٹھن سخت زمانے آئے
اس کو سوچا تو سکوں خواب سہانے آئے

چھوڑ دیتا ہے کبھی اور تڑپ کی خاطر
دل سلگ اٹھے تو رحمت کو بہانے آئے

اپنی تخلیق بگڑنے نہیں دیتا ، ہر دم
حسنِ تازہ میں نئے رنگ بسانے آئے

میں کسی اور چلا ساتھ رہا ہے میرے
راہ بھولوں تو مجھے راہ دکھانے آئے

رات بھر ہوتے رہے درد کے خلعت تقسیم
کون جاگا ہے، کسے ہاتھ خزانے آئے

اُس کی دہلیز سے قائم رہی نسبت، کعبیؔ
جب بھی اُٹھے سرِ تسلیم جھکانے آئے

(جل جلالہٗ)

کرتا ہے دل یہ تجھ سے مناجات یا نبی
مجھ پر کرم کی تیرے ہو برسات یا نبی

دنیا کی مشکلوں سے پریشاں نہ ہو کبھی
پیشِ نظر ہے جس کے، تری ذات یا نبی

چشمِ کرم سے اس کو ہے سلطاں بنا دیا
جس پر ہوئی ہیں تیری عنایات یا نبی

کر لیجیے شمار اِنھی میں مرا، حضور
کرتے ہیں جو ثنا تری دن رات یا نبی

دل میں تری ثنا ہو لبوں پر درود ہو
اسوہ ترا ہو شمعِ خیالات یا نبی

سورج کو تو نے پلٹا تو مہتاب کو دو لخت
تسلیم تیرے وصف و کمالات یا نبی

کعبیؔ کی میرے آقا یہی آرزو ہے بس
ہو جائے تجھ سے ایک ملاقات یا نبی

(صلی اللہ علیہ وسلم)

پروفیسر منیر الحق کعبی

اداریہ

آنکھیں بدلنے والو، ذلّت تمہیں پکارے

جسٹس ریٹائرڈ نذیر احمد غازی

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

کتنی بری بات ہے اور کتنا گھٹیا وغلیظ خیالات کا پلندہ ہے ان لوگوں کی ذات جو پاکستان کا کھاتے ہیں اور جگالی کرتے کرتے سیاہ جھاگ اڑا کر پاکستان کو گالی دینا اپنی مردانگی قرار دیتے ہیں۔ان کے لاشعور میں نفرت کی آماجگاہ ہے۔ان کے شعور میں مکاری ہے۔فریب کاری ہے، وطن نفرت کے الاؤان کی زبان درازی کی آگ سے برقرار رہتے ہیں۔پاکستان دنیائے آزادی میں نہایت بلند نظریے کا مظہر ہے اس وطن کی تاریخ میں روشن دماغوں کی صلاحیتیں انسانیت کا رشک ہیں۔یہ وطن برصغیر کی مظلوم ترین آبادی مسلمانوں کی حرمت وعصمت کا قلعہ ہے۔یہاں کا عمرانی مزاج خداپرستی کے قریب ترین اور بت پرستی سے بعید ترین ہے۔اس قوم مصطفوی میں افکار واحوال کی آزادی کائنات کے نجات دہندہ حضرت محمد مصطفی کی نگاہِ خیرات کا صدقہ ہے۔اس قوم ووطن کا طرۂ امتیاز اپنے نظریہ بقاء سے محبت ہے۔یہ کسی بھی دھوکہ باز کی مکارانہ چالوں سے باخبر ہونے کے باوجود اپنے نظریہ بقاء کی خاطر حوصلہ مندی سے کام لیتے ہیں۔یہ اپنے وطن میں شر وفساد کو برداشت نہیں کرتے۔یہ رشکِ چمن ان کا وطن انہیں ہر قیمت پر عزیز ہے۔بہت کچھ برداشت کرتے ہیں لیکن جوان کے ملک کو گالی دے،وہ اسے بالکل برداشت نہیں کرتے۔مسلمانانِ ہند کے سینوں پر دوسوسال مونگ دلنے کے بعد بھی گورے کے سینے میں مسلمان سے حقارت کی بھٹی ابھی تک دہک رہی ہے۔برطانیہ ایسے بدقماش اور بدوجود لوگوں کو گود میں بٹھا کر پاکستان کو گالیاں دلواتا ہے۔ایک متعفن اور سیاہ رنگ وجود ہے کہ پاکستان اور پاکستانیت کی عزت کا دعویدار ہو کر پاکستان کو نصاریٰ کی گود میں بیٹھ کر کوستا ہے۔کتنی بڑی ذلت بھری کہانی ہے کہ مظلوم طبقات کی حمایت کا نعرہ لگا کر اپنے غیر ملکی آقایانِ نعمت کے مسلم دشمن ایجنڈے کی تکمیل کی جائے۔لوگ بہت آسانی سے ہمارے ملی اداروں پر تنقید کرتے ہوئے بین الاقوامی سازش کار عناصر اور بین الاقوامی مضبوط ومربوط اداروں کی اسلام دشمن خفیہ کارگزاریوں کو فراموش کر دیتے ہیں۔متحدہ قومی موومنٹ کا منشور دستور اور اس جماعت کے جابر مقتدر لیڈر کی خون ریز،خون آشام اور عوامی جبر کا رویہ سراسر اور مسلسل فرعونیت اور چنگیزیت کا غماز رہا ہے۔اس انسانیت دشمن اخلاق سوز رویے کو درستگی کی راہ پر گامزن کرنے کا نیک فریضہ بھی افواجِ پاکستان نے ہی سرانجام دیا ہے ورنہ ہمارے آج کے مقتدر سیاستدان اور گزشتہ کل کے زرپرست حکمران اپنے اقتدار کی ناؤ کو تیرانے کیلئے اسی متحدہ قومی موومنٹ کا سہارا لیتے رہے ہیں۔بہت دفعہ جناح پور اور بہت دفعہ را کی سرپرستی کی کہانیاں برسرِعام طشت از بام ہوئیں۔ممبئی اور کلکتہ کے دہشت گردی کی آماجگاہوں میں پاکستانی بے وفاؤں کی تربیتِ جور وستم کی حکایت خونچکاں بھلا کسی اہلِ وطن کے دماغ سے محو ہوئی ہے۔دہلی میں کھڑے ہو کر کس بدبخت مدعی قیادت مہاجرین نے یہ روح فرسا الفاظ کہے تھے کہ پاکستان کا بنانا سب سے بڑی تاریخی غلطی تھی۔منی لانڈرنگ کی حقیقت تو اظہر من الشمس حقیقت ہے،یہ کسی ایجنسی کی تراشیدہ دل پسند افواہی حکایت نہیں ہے۔یہ کہانی اب اپنی ایک طویل عمر پوری کر چکی ہے۔پہلے پنجاب کے محب وطن شہریوں سے عناد پرستی کی لہر میں ایسا مسخرہ پن کیا کہ بے چارے اپنی صنعتی کائنات کو خیرباد کہنے پر مجبور ہوئے۔پھر حکیم سعید جیسے محب وطن کو شہید اس لئے کیا کہ وہ متحدہ قومیت کی نہیں،اسلامی قومیت کی بات کرتے تھے۔تحریک آزادی پاکستان کے ہراول دستوں

کی ذریعت صالحہ کو عدم آباد پہنچانے کا ناپاک دھندہ بھی انہیں بدشعور لوگوں کے حساب میں جمع ہے۔جنہوں نے اسلامی قومیت کی بات کرنے والے سادہ لوح فقیر منش سیاسی رہنماؤں اور سیاسی کارکنوں کو گولی کی قوت سے خاموش کر دیا۔اندرون ملک دشمنان ملک کی مثلث ہے اور مثلث کے زاویوں کے بارے میں کسے تردد ہے۔سب جانتے ہیں کہ پاکستان کے وجود اور نام کے دشمن اپنی اولاد کو وصیت کر کے مرے تھے کہ جب بھی موقع میسر آئے تو حق و باطل کی جداگانہ علامت پاکستان کو ناجائز بٹوارے کا نام دیکر اپنے دل کے پھپھولے پھوڑتے رہنا۔یہی وجہ ہے کہ کانگریس کے موید و ہمنوا صاحبان جبہ و دستار پاکستان میں رہ کر بھی قائداعظم کے پاکستان کو تسلیم نہیں کرتے۔مثلث کا ایک حصہ وہ معاشیاتی ڈاکو ہیں جو پہلے قوم کے ووٹ بذریعہ جبر اور بذریعہ لوٹ لیتے ہیں پھر ووٹ کی بندوق میں اپنی بدنیتی کی گولی ڈال کر قوم ملک اور سلطنت کے مفادات پر اندھا دھند فائرنگ کرتے ہیں۔اسلامی قومیت کے دشمن کبھی خطہ زمین کو معیار قومیت قرار دیتے ہیں اور اسلامی قومیت کے دشمن نسلوں کے گروہوں کو قوم قرار دیکر ایک نیا پلیٹ فارم تشکیل دیتے ہیں اسے متحدہ قومیت یعنی قومیت کے غیر اسلامی تصور کے زیر اثر تمام گروہوں کو اکٹھا کرلیا جائے تو متحدہ قومیت بنتی ہے۔اس متحدہ قومیت میں زمین پرست، زرپرست، کرسی پرست، بھتہ پرست، کارخانہ پرست اور دہشت پرست جمع ہوتے ہیں۔تبھی تو اسلام آباد میں مطلب پرست حکومتیں اپنے سنگھاسن کو آباد رکھتی ہیں۔پاکستان کا دشمن نہایت کمینہ اور مسلم کش وجود پاکستان کے پاک خطوں پر بدنیتی اور گرگانہ نیت کی نظریں گاڑے ہوئے ہے۔مودی پاکستان کا دشمن جب پاک وطن کیلئے ناپاک ارادوں سے معمور الفاظ استعمال کرتا ہے تو متحدہ قومیت کے چھٹ بھیوں کو کیوں سانپ سونگھ جاتا ہے ان کی جوانمردی کس قعر مذلت میں اتر جاتی ہے۔اور متحدہ قومی موومنٹ کو گود لینے والے کاروباری سیاست باز بھی تو کبھی مودی کی ہفوات پر پریشان نہیں ہوتے۔شرافت کی سیاست کا ڈھنڈورہ پیٹنے والے بہت ہی چیرہ دستی سے ملت اسلامیہ کے مزاج پر حملہ آور ہیں۔ان کی مجرمانہ غفلت اور فاسقانہ خاموشی کے علاوہ لذت اقتدار کا نشہ قوم کو ذلت کی طرف لے کر جا رہا ہے۔اخباری بیان، محض روایتی جملے جن میں بس بھوسے جیسی حقیقت بھی نہیں۔کیا قوم کے ان زخموں پر مرہم رکھ دیں گے جو زخم مودی اور الطاف حسین کے پاکستان دشمن بیانات سے ملت پاکستانیہ کو کھانے پڑے ہیں۔یہ متحدہ قومی موومنٹ کا عطا کردہ گورنر کراچی کیا اسلام آباد کا نمائندہ نہیں ہے۔متحدہ قومیت کے علمبردار خود کو پاکستان بنانے والوں کی نہایت کے دعویدار بتاتے ہیں۔ان کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں لیکن اب ان کے دل اپنے اجداد کی محبت سے خالی ہو گئے ہیں۔اب ان کے عمل ان کے دشمنوں کو خوش کرنے کیلئے ہوتے ہیں، ان کے کام دہشت گردی کے فروغ کی تائید کرتے ہیں ان کی جماعت بندی اسلام آباد کی حکومت سے مفادات حاصل کرنے اور اپنی تجوریوں کی زیبائش کیلئے رقم بٹورنے کیلئے ہوتی ہے۔سوال یہ ہے کہ تمہارے آقایان نعمت امریکہ برطانیہ اور مودی بہادر تم پر سے دستِ شفقت اٹھالیں گے؟

کیونکہ تمہاری جان تو اسی پنجہ کفر کی انگلیوں میں موجود ہے۔جن کے اشارہِ انگشت پر تم آنکھیں گھماتے ہوئے آنکھیں پھیرتے ہو، آنکھیں بدلتے ہو اور آنکھیں دکھاتے ہو۔ (بشکریہ نوائے وقت)

درسِ قرآن

پہلی قسط

اسلام اور قادیانیت

شیخ الحدیث والتفسیر خواجہ پیر مفتی محمد اشرف القادری محدث نیک آبادی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

"قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْد وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْد۔ "مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ۔ "اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی وَلَدِہِ السَّیِّدِ الشَّیْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلِیِّ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

نہایت ہی معزز و محترم حاضرین و سامعین! آج اس سال ماہِ ستمبر کی نویں تاریخ ہے اور پتا نہیں آپ کو یاد ہو یا نہ ہو ستمبر کی سات تاریخ کو پاکستان قومی اسمبلی نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا ایک تاریخی فیصلہ کیا تھا۔ قائد اہل سنت حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز نے کئی روز تک مسلسل مرزائیوں کے خلیفہ کے ساتھ قومی اسمبلی کے اندر بحث و مناظرہ بھی کیا تھا اور آخر میں انکے غیر مسلم اقلیت ہونے کے بارے میں قرارداد بھی مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے پیش کی تھی اگرچہ قائدین ہمارے اکابر ہی تھے لیکن اُس وقت کیا حکومت اور کیا اپوزیشن ذالفقار علی بھٹو سمیت سبھی لوگوں نے متفقہ طور پر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ تو یہ ستمبر کی ساتویں تاریخ ہر سال جب آتی ہے تو ہمیں اُس واقعے کی یاد دہانی کراتی ہے خدا تعالیٰ اُن تمام قائدین تحریک تحفظِ ختمِ نبوت پر جو کہ اس وقت دنیا میں موجود نہیں ہیں اور جن جن لوگوں نے اِس تحریک میں حصہ لیا حکومت کے یا اپوزیشن پارٹیوں کے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن سب اہل ایمان کے اس نیک کام کا جو فوت ہو چکے ہیں اُن کی قبروں کے اندر بھی اجر عطا فرمائے اور جو زندہ ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو ایمان کی سلامتی عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ اُن کے لیے دارین کی نعمتوں کے دروازے کھولے۔

بس اچانک میرے دل میں یہ خیال آیا کہ بہت کچھ بیان ہوتا رہتا ہے۔ جمعۃ المبارک کے خطبات میں مگر بہت کم ایسا موقع آیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اُسکی جو تحریک ہے، جو اس کی جماعت ہے، جو اُنکے عقیدے ہیں اور جو اُن کے نظریات ہیں اُنکے بارے میں کچھ عرض کیا گیا ہو۔ لہٰذا آج کی یہ جو مختصری ملاقات ہے اس ملاقات کے اندر میں قادیانی تحریک کے جو عقائد ہیں اُن عقائد اور نظریات کی روشنی میں اُس کا مختصر سا ایک تعارف، ایک اجمالی خاکہ پیش کرنا چاہوں گا اللہ تعالیٰ مجھے حق بات عرض کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ عام طور پر ہمارے مقررین بھی اور عوام الناس بھی یہ سمجھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مسیح عیسیٰ، نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے، ہمارا اور مرزا غلام احمد قادیانی اور اُسکی ذریت کا صرف یہی ایک اختلافی پوائنٹ ہے لیکن جن لوگوں کا یہ خیال ہے اُن کی معلومات قادیانی فتنے سے متعلق انتہائی سطحی اور انتہائی کم ہیں کیونکہ جب ہم قادیانیت کا تفصیلی مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ عقیدۂ توحید سے لے کر، پھر عقیدۂ رسالت اور پھر دیگر اِسلامی عقیدے، یہاں تک کہ عقیدۂ آخرت تک مرزا غلام احمد قادیانی اور اُس کی ذریت کا اِسلامی عقائد کے ساتھ اختلاف ہے۔ اُس کی ایک ادنیٰ سی جھلک میں آپ حضرات کے سامنے پیش کرنا چاہوں گا۔

چنانچہ سب سے بنیادی عقیدہ اسلام کا کیا ہے؟ عقیدۂ توحید، عقیدۂ توحید کیا ہے؟

"قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔"

"وہ یکتا ہے۔"

ایک ہی ہے، دُوسرا کوئی نہیں۔

آگے چل کر فرمایا:

"لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۔"

"نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔"

"وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔"

"اور اس کے جوڑ کا کوئی نہیں۔"

یہاں عقیدہ زوجیت کی نفی مقصود ہے کہ شادی ہوتی ہے اپنے جوڑ کے ساتھ، ہم جنس کی ہم جنس کے ساتھ شادی ہوتی ہے، جب اللہ تعالیٰ کا ہم جنس ہی کوئی نہیں ہے، اس کا ہم پلہ ہی کوئی نہیں ہے، اُس کا ہم پایہ ہی کوئی نہیں ہے، اُس کے جوڑ کا ہی کوئی نہیں تو اُس کی شادی کس طرح قرار دی جاسکتی ہے۔ اور دُوسرے مقام پر فرمایا:

"مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا۔"(۱)

کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے نہ تو بیوی رکھی ہے اور نہ ہی کوئی اولاد کو جنم دیا ہے، یہ اسلامی عقیدۂ توحید ہے۔ اور "قرآنِ کریم" کے اندر یہ بھی اِسلامی عقیدہ توحید کے سلسلے میں بتایا گیا کہ:

"لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ۔"(۲)

کہ اللہ تعالیٰ کی مثل، اللہ تعالیٰ کی مانند کوئی شے نہیں، وہ سب سے منفرد، سب سے انوکھا اور سب سے نرالا ہے اور سب سے پاک ومنزہ ومبراء ہے، یہ اِسلام کا عقیدۂ توحید ہے۔ کہ جس کی ایک ایک بات پر ایمان اور کفر کا انحصار ہے، مان لے تو صاحب ایمان ہوگیا اور اس کا اِنکار کر دیا تو کافر ہوگیا دائرۂ اِسلام سے خارج ہوگیا۔"

مرزا غلام احمد قادیانی کی باقاعدہ طور پر عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق بات تو بہت بعد میں آئے گی، اُس کا نمبر بہت لیٹ ہے، سب سے پہلے مسلمانوں کے عقیدۂ توحید کے اُوپر اس نے حملہ کیا۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کی اصل کتابوں سے چند ایک اِقتباسات کہ جن کی کاپی اس وقت میرے ہاتھ میں ہے، میں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانیوں کی جو اصل کتابیں ہیں اُن کتابوں سے میں نے یہ سب کچھ نقل کیا ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں کہ جس کا حوالہ اپنی آنکھوں کے ساتھ نہ دیکھا ہو اور الحمدللہ یہ ساری کتابیں جن کے حوالے دیے یہ میری لائبریری کے اندر محفوظ وموجود ہیں جو کوئی آدمی دیکھنا چاہے تو اُس کو سارے حوالے دِکھا سکتا ہوں، اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰه۔

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی ایک کتاب جس کا نام ہے "کتاب البریہ" اس کے صفحہ نمبر ۷۸ اور ۷۹ اور "آئینہ کمالاتِ اِسلام" مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک اور بہت بڑی مشہور کتاب ہے اس کے صفحہ نمبر ۵۶۴ اور ۵۶۵ پہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے۔ نقل کفر کفر نباشد، یہ مرزا کے الفاظ ہیں، مرزا کہتا ہے:

"میں نے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں (شک والی بات بھی نہیں) سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا پھر میں نے آسمانِ دُنیا کو پیدا کیا۔(۳)

بالکل کلیئر ہے، بالکل واضح ہے، کوئی اس کے اندر اُلجھن نہیں کہ یہاں مرزا غلام احمد قادیانی نے خود خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور زمین وآسمان کا خالق ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے۔ تو یہ عقیدۂ توحید، عقیدۂ اِسلامی کے برخلاف ہے۔

دُوسرے نمبر پہ میں نے یہ کہا تھا کہ:

"اللہ تعالیٰ کی اولاد کوئی نہیں۔"

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی اس عقیدے کی نفی کرتے ہوئے اپنی کتاب "حقیقۃ الوحی" جس کا صفحہ نمبر ۸۶ ہے پہ لکھتا ہے کہ:

"مجھے اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اور اس وحی میں مجھ مرزا کو

۱: "الجن" :۳۔

۲: "الشوریٰ" :۱۱۔

۳: "آئینہ کمالاتِ اِسلام یادافع الوساوس مشمولہ شیطانی خزائن" ۵/۵۶۵۔۵۶۴، مطبع ریاض بندقادیان۔ "کتاب البریۃ" ۸۵۔۸۷۔ "مشمولہ شیطانی خزائن" ۱۰۵۔۱۰۳، مطبع ضیاء الاسلام قادیان۔

مخاطب کر کے اللہ پاک نے کہا کہ:

"انت منّی بمنزلۃ ولدی۔

"تیرا تعلق میرے ساتھ ایسا ہے جیسا کہ میرا بیٹا۔"

تو مجھ سے میرے بیٹے کی جگہ پر ہے۔(۴)

نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ۔تو بیٹے کی جگہ۔اس عبارت کے اندر مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے (جھوٹے) اِلہام کے اندر اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹے کی جگہ پیدا کی ہے، بیٹے کی گنجائش پیدا کی ہے۔اس سے زیادہ، بہت زیادہ واضح، مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک نام نہاد صحابی (ابو الفضل محمد منظور الٰہی سوہدروی) کی تصنیف ہے جس کا نام ہے"البشریٰ" ایک ہی مرتبہ چھپی ہے دوسری مرتبہ اُسے چھپوایا نہیں گیا بوجوہ اس کتاب کا ایک پرانا نسخہ میری لائبریری کے اندر موجود ہے نہایت بوسیدہ حالت میں، اس کی پہلی جلد ہے اور صفحہ ۴۹ ہے، اُس میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی (شیطانی) وحی بیان کی ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ نے مجھ مرزا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"اِسۡمَعۡ وَلَدِیۡ۔"

پھر اس کے نیچے ترجمہ لکھا ہے وہ بھی اُنھوں نے ہی لکھا ہے مرزائیوں نے، ترجمہ یہ لکھا:

"اے میرے بیٹے سن۔"(۵)

تو پہلے تو بیٹے کے لیے جگہ پیدا کی گنجائش پیدا کی اور تمثیل کے انداز میں اللہ تعالیٰ کیلئے بیٹے کی مانند اپنے آپ کو قرار دیا اور اس (جھوئی) وحی اور اس (شیطانی) اِلہام کے اندر مرزا غلام احمد قادیانی نے صاف لفظوں میں اِس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اللہ کا بیٹا ہے۔نَعُوۡذُ بِاللہِ ثُمَّ نَعُوۡذُ بِاللہِ۔

اور اللہ نے اس کو اے میرے بیٹے سن کہہ کر خطاب کیا ہے۔

لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡم۔

ہم نے یہ عرض کیا تھا کہ" قرآن" فرماتا ہے اور اسلام کا عقیدہ ہے کہ:

"لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ۔"

"اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔"

مرزا غلام احمد قادیانی ایک مقام پر"حقیقۃ الوحی" کے صفحہ نمبر ۹۵ میں اور دُوسری کتاب مرزا غلام احمد قادیانی کی ہے"اِزالہ اوہام" بڑے سائز پر جو چھپی ہوئی ہے، چھوٹی سائز والی نہیں جلد اس کی پہلی ہے صفحہ نمبر اس کا ۶۹ ہے اُس میں یہ لکھا کہ اے مرزا یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا کو یہ اِلہام کیا، یہ وحی بھیجی جس میں نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ نے مرزا سے فرمایا کہ اے مرزا:

"ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں گویا کہ آسمان سے خدا اُترے گا۔"(۶)

یعنی ایک بیٹا دینے کی بشارت دیتے ہیں، خوشخبری دیتے ہیں اور وہ بیٹا جو ہے وہ بیٹا نہیں ہوگا گویا کہ اللہ تعالیٰ خود ہی آسمانوں سے اُتر رہا ہوگا تو یہاں پر اپنے بیٹے کو اس نے خدا تعالیٰ سے تشبیہ اور خود کو خدا تعالیٰ کے باپ کے ساتھ تشبیہ دی۔پھر اس طرح کہ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ پہلے اِس نے خود خدا ہونے کا دعویٰ کیا پھر اس نے خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا اور اب اِس نے اللہ کا بیٹا ہونے کا دعویٰ اور پھر اپنے اس اللہ کا باپ ہونے کا دعویٰ کر دیا۔یہ مرزا غلام احمد قادیانی کا توحید کے حوالے سے ایک عقیدہ ہے۔

اِسی طرح آپ حضرات پڑھ چکے ہیں، سن چکے ہیں کہ قرآنِ مجید کی روشنی میں اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی کوئی بیوی نہیں، نہ اُس کا کوئی بچہ ہے۔تو مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے، مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک نام نہاد صحابی ہے۔جس کا نام یار محمد ہے، اس کی لکھی ہوئی ایک چھوٹی سی کتاب ہے جس کا نام ہے"اِسلامی قربانی" اور صفحہ نمبر اس کا ۳۴ ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حوالہ یہ میری لائبریری کے اندر موجود ہے۔

مرزا کا نام نہاد صحابی لکھتا ہے:

"کشف کی حالت آپ پر (یعنی مرزا پر) اس طرح طاری ہوئی

۴: مرزُود مرزا قادیانی نے اپنے اس شیطانی اِلہام کا ترجمہ یوں کیا ہے :تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔

۵: البشریٰ ۱/۴۹ شیطانی اِلہام نمبر ۱۲۷ اِسلامیہ سٹیم پریس لاہور۔

۶: حقیقۃ الوحی مشمولہ شیطانی خزائن ۹۸/۲۲ مطبع میگزین قادیان۔اِزالہ اوہام ۱/۲۹ مشمولہ شیطانی خزائن ۳/مطبع ریاضِ ہند امرتسر۔

کہ گویا آپ عورت ہیں۔اور اللہ تعالیٰ نے رُجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا۔"(۷)

عورت کے مقابلے میں جو رُجولیت کا اِظہار ہوتا ہے آپ سب جانتے ہیں کہ یہ وہی جنسی فعل ہے جو فعل کوئی مرد، اپنی بیوی کے ساتھ انجام دیتا ہے یعنی یہ کہہ رہا ہے کہ مرزا نے اپنے اس کشف کے اندر یوں دیکھا کہ مرزا جو ہے وہ عورت ہے،گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رُجولیت کا اِظہار فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اپنی مردانہ قوت جو ہے وہ اس کے اُوپر اِستعمال کی۔نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ اس کے ساتھ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ وہ کام کیا جو مرد اپنی عورت کے ساتھ کرتا ہے۔نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ اب یہاں اپنی اس عبارت کے اندر مرزائیوں نے اِس بات کو تسلیم کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی جو ہے اُس نے گویا کہ اللہ تعالیٰ کی بیوی ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے۔یہ صرف دعوے ہی دعوے جو ہیں مرزا غلام احمد قادیانی کے اگر صحیح طریقے سے سمجھ کر پڑھ لیے جائیں تو اُس کی عقل کا اور اُسکی ذہنیت کا حدود اربعہ خود سامنے آجاتا ہے، پہلے خدا بنا، پھر خدا کا بیٹا بنا، پھر خدا کا باپ بنا اور پھر اُس کے بعد یہ خدا تعالیٰ کی نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ بیوی بنا۔

یہاں مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک اور اِقتباس جو ہے وہ پیش نظر رہنا چاہیے، آپ کی نظروں سے اوجھل نہ ہو، قصہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مسیح عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا کہ قیامت کے نزدیک جو مسیح عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے آنے کے بارے میں اِسلام کے اندر ایک نظریہ پایا جاتا ہے تو وہ میں ہوں۔اب مسیح عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہونے کے لیے جو اِس نے پاپڑ بیلے ہیں تو اُس کا ذرا ایک انداز ملاحظہ فرمائیے۔

پہلا اس کا حصہ جو ہے وہ تو گزر چکا کہ گویا مرزا صاحب عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رُجولیت کا اِظہار فرمایا، یہاں مرزا عورت بن گیا، مرزا غلام احمد قادیانی کی جنس تبدیل ہوگئی اور دُوسرا (شیطانی) اِلہام یہ ہے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب "حقیقۃ الوحی" کا تتمہ صفحہ نمبر ۱۴۳ ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک اور کتاب "اربعین" ہے جلد اس کی چوتھی ہے صفحہ نمبر ۱۹ ہے۔تو یہاں پر مرزا غلام احمد قادیانی کو ایک اور (شیطانی) اِلہام ہوا اور اِلہام بھی دراصل ایک بات کے جواب میں تھا وہ بات یہ تھی کہ جس وقت مرزا غلام احمد قادیانی نے عورت ہونے کا دعویٰ کیا اور کبھی مریم ہونے کا دعویٰ کیا اور اِس دعوے کے اُوپر ایک صاحب بابو الٰہی بخش تھے جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ناقدین اور اُسکے مخالفین میں سے تھے تو اُنھوں نے اسکے اُوپر مرزا غلام احمد قادیانی سے مطالبہ کیا کہ اگر تو عورت ہے تو اپنا حیض دِکھا کیونکہ عورتوں کو تو حیض آتا ہے، تو اب مرزا غلام احمد قادیانی کو بالکل بابو الٰہی بخش کے اُس اعتراض کے گویا جواب کے انداز میں (شیطان کی طرف سے) وحی آتی ہے نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ:

"مجھے میرے اللہ تعالیٰ نے یہ وحی بھیجی کہ اے مرزا:

"بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے......اور تجھ میں اب حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہوگیا۔"(۸)

آپ سمجھے یعنی حیض کی نفی تو نہ ہوئی، نفی تو اِس بات کی ہوئی کہ اب حیض نہیں۔مطلب پہلے تھا، اب نہیں ہے، اور آپ یہ سب جانتے ہیں کہ ایک تندرست عورت کو ماہانہ ایام آیا ہی کرتے ہیں اور جس وقت وہ اُمیدوار ہو جاتی ہے تو اُمیدوار ہونے کیساتھ اُس کے ایام بند ہو جاتے ہیں تو مرزا غلام احمد قادیانی کا خدا، بابو الٰہی بخش کو وحی کے اندر یہ جواب دینا چاہتا ہے کہ اب تو وہ حیض باقی نہیں رہا کیونکہ اب تو وہ ایک بچہ بن گیا ہے اور جب مرزا کے پیٹ کے اندر بچہ بن گیا ہے تو پھر بچہ بننے کے بعد حیض کہاں نظر آسکتا ہے، کہاں دِکھانے کے لیے ملے گا؟

اصل الفاظ مرزا غلام احمد قادیانی کے (جھوٹے) خدا نے جو اس کی طرف وحی بھیجی:

"بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے......اور تجھ میں اب حیض نہیں بلکہ وہ تو بچہ ہوگیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔"

یعنی بمنزلہ اللہ کے بچوں کے ہے یعنی مرزا کے پیٹ میں حیض کے بعد اور پہلے عورت ہونے کا دعویٰ کیا، پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ

۷: اِسلامی قربانی، صفحہ: ۱۲ ریاضِ ہند پریس امرتسر۔

۸: تتمہ حقیقۃ الوحی ۱۴۳ مشمولہ شیطانی خزائن ۵۸۱/۲۲ مطبع میگزین قادیان۔اربعین لاتمام الحجۃ علی المخالفین ۱۹/۴ مشمولہ شیطانی خزائن ۴۵۲/۱۷ مطبع ضیاء الاسلام قادیان۔

نعوذ باللہ وہ دُوسری بات کا دعویٰ کیا اور اُس کے بعد پھر یہ دعویٰ کیا کہ پہلے حیض تھا اب ختم ہوگیا ہے کیونکہ اب مرزا اُمیدوار ہوگئی ہے مرزا پتا نہیں اب مرزا اُمیدوار ہوگیا ہے کہوں یا اُمیدوار ہوگئی ہے کہوں، کیا کہنا چاہیے؟ چونکہ اُمیدوار تو عورت ہی ہوتی ہے، مرد نہیں ہوتا تو اب مرزا گویا کہ اُمیدوار ہوگئی۔ تو یہاں پر مرزا غلام احمد قادیانی نے گویا کہ اپنے آپ کو بیوی کے طور پر پیش کیا اور اللہ تعالیٰ کو شوہر کے طور پر پیش کیا اور جو اپنی اولاد ہے اُس اولاد کو اللہ تعالیٰ کے بچے کی مانند ہونے کا دعویٰ کیا اور پھر اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک اور عبارت، مرزا کی لکھی کتاب "کشتی نوح" میرے پاس موجود ہے، یہ قادیان انڈیا کی چھپی ہوئی ہے صفحہ نمبر اس کا ۴۶ اور ۴۷ ہے اسکے اندر یہ لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

"خدا نے میرا نام مریم رکھا۔"

اب عورت ہوگئی، جب عورت ہوگئی تو نام بھی کوئی عورتوں والا ہونا چاہیے تو اب مریم ہوگئی، پہلے مرزا تھا اب مریم ہوگئی پھر:

"دو برس صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی۔"

دو برس تک عورت رہا ہے مرزا غلام احمد قادیانی بقول اسکے۔

لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِيْن۔

دو برس تک عورت کی صفت میں رہا لکھا ہے۔

یعنی وہ عورت کونسی عورت تھی؟ مریم تھی، تو مریم کا بیٹا کون تھا؟ عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام۔ تو کہا:

"عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی۔"

پھر جس وقت مجھے حمل ٹھہر گیا بمنزلہ اطفال اللہ کے تو اُس میرے حمل کے اندر عیسیٰ کی رُوح پھونکی گئی' اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔"

یہ مرزا کی عبارت ہے۔

"اور کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔"(۹)

نَعُوْذُبِاللهِ ثُمَّ نَعُوْذُبِاللهِ ثُمَّ نَعُوْذُبِاللهِ۔

یہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی توحید کے اُوپر مرزا غلام احمد قادیانی کے خطرناک حملے ہیں جو کہ اِس نے اپنی کتابوں کے اندر کیے ہیں، آپ صرف یہ مت سمجھیں کہ کوئی صرف ختم نبوت کا مسئلہ ہے، ختم نبوت نہیں بلکہ یہ پوری کی پوری اَساس اِسلام کا منکر ہے اور اُسکے اوپر حملہ آور ہونے والا ہے اور حملہ آور ہوتا رہا ہے۔

مرزا کی ایک اور کتاب جسکا نام ہے "اربعین" جلد تیسری ہے صفحہ نمبر ۳۱ ہے، میری لائبریری میں موجود ہے، اِس میں مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ:

"دانی ایل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا۔"

دانی ایل نبی جس کو ہماری عربی زبان میں دانیال کہتے ہیں اور عبرانی میں دانی ایل کہتے ہیں، تو یہ بنی اسرائیل کے اندر اللہ تعالیٰ کے ایک پیغمبر ہوئے ہیں، تو اُن پر مرزا کہتا ہے کہ اُن پر جو کتاب اللہ تعالیٰ کی اُتری تھی، اُس کتاب کے اندر میرا نام میکائیل رکھا ہے پھر آگے خود ہی لکھتا ہے:

"اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں خدا کی مانند۔"(۱۰)

میرا نام کیا رکھا؟

میکائیل اور میکائیل کے لفظی معنی کیا ہیں؟ خدا کی مانند۔ اب خدا کی مانند ہونے کا دعویٰ بھی کر دیا وہ جو لیس کمشلہ شیٔ قرآن کا بتایا ہوا عقیدہ تھا اور جو اسلامی فکر تھی تو اُس کا اِنکار کرتے ہوئے یعنی اللہ تعالیٰ کی مانند کوئی چیز نہیں ہوسکتی تو اِس نے کہا کہ میرا نام دانی ایل رکھا نبی نے اپنی کتاب میں میکائیل اور میکائیل کے عبرانی میں لفظی معنی ہیں خدا کی مانند۔ اِس طریقے سے مرزا غلام احمد قادیانی نے عقیدۂ توحید کے پرخچے اُڑائے اور اِس کے بعد مزید آگے چلیے مختصر سا ایک ایک نمونہ میں نے آپ حضرات کو پیش کرنا ہے مرزا غلام احمد قادیانی نے اللہ کی نازل کردہ کتاب قرآنِ مجید کی بھی توہین کی ہے، چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک کتاب ہے جس کا نام ہے "اربعین" جلد نمبر ۴ ہے صفحہ نمبر ۲۵ ہے اس کے اُوپر لکھا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ:

---بقیہ صفحہ ۱۴ پر---

۹: کشتی نوح ۴۷-۴۶ مشمولہ شیطانی خزائن ۱۹/۵۰ مطبع ضیاء الاسلام قادیان

۱۰: اربعین لاتمام الحجۃ علی المخالفین ۳/۷ مشمولہ شیطانی خزائن ۱۷/۱۳ مطبع ضیاء الاسلام قادیان۔

ختمِ نبوت

پیشوائے اہلسنت، علامہ پیر محمد افضل قادری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَثَلِیۡ وَ مَثَلُ الۡاَنۡبِیَاءِ مِنۡ قَبۡلِیۡ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بُنۡیَانًا فَاَحۡسَنَہٗ وَاَجۡمَلَہٗ اِلَّا مَوۡضِعَ لَبِنَۃٍ مِنۡ زَاوِیَۃٍ مِنۡ زَوَایَاہُ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوۡفُوۡنَ بِہٖ وَیَعۡجَبُوۡنَ لَہٗ وَیَقُوۡلُوۡنَ ھَلَّا وُضِعَتۡ ھٰذِہِ اللَّبِنَۃُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَۃُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ۔"(۱)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس آدمی کی مانند ہے جس نے ایک عمارت تعمیر کی اور اس کو حسین وجمیل بنایا اس کو مگر اس کے کونوں میں سے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ تھی لوگ اس کے گرد گھومتے اور تعجب کرتے اور کہتے کہ یہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی، آپ ﷺ نے فرمایا میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔"

تشریح:

اس باب کے تحت عساکر الملت والدین امام ابوالحسین مسلم بن حجاج نیشاپوری نے پانچ حدیثیں چھ سندوں کے ساتھ نقل کی ہیں، ایک حدیث میں خاتم النبیین کی بجائے "فختمت الانبیاء" کے الفاظ ہیں، یعنی میں نے انبیاء کی آمد کو ختم کر دیا ہے۔

آئیے! اس کے مضمون پر گفتگو سے پہلے "خاتم النبیین" کے الفاظ پر غور کریں اور دیکھیں کہ لغت اور اصطلاح میں اس کا معنی ومفہوم کیا ہے۔

امام لغت امام راغب اصفہانی "المفردات" صفحہ: ۱۴۳ مطبوعہ ایران میں لکھتے ہیں:

"لانہ ختم النبوۃ ای تمھا بمجئیہ۔"

"آپ ﷺ خاتم النبیین اسلئے ہیں کہ آپ نے نبوت کو ختم کر دیا یعنی نبوت کو تمام اور مکمل کر دیا۔"

اب ذرا ماہر لغت وادب سید مرتضیٰ حسن زبیدی سے بھی پوچھ لیجیے! "تاج العروس" جلد ثامن، صفحہ: ۲۶۷، مطبوعہ مصر" میں فرماتے ہیں:

"والخاتم من کل شئی عاقبتہ وآخرتہ کخاتمتہ والخاتم آخر القوم کالخاتم ومنہ قولہ تعالیٰ وخاتم النبین الی اخرہ۔"

"ہر چیز کا خاتم اس کے بعد آنے والا اور اس کا آخر ہے جیسا کہ خاتم اخیر میں ہوتا ہے۔ اور خاتم خاتم کی طرح قوم کے آخری شخص کو کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا قول خاتم النبیین اسی معنیٰ پر ہے۔"

چلتے چلتے صاحب لسان العرب علامہ ابن منظور افریقی سے بھی پوچھ لیجیے، وہ "لسان العرب" جلد دوئم، صفحہ: ۱۰، مطبوعہ ایران میں یوں لکھتے ہیں:

"ختام القوم اور خاتَم القوم کا معنیٰ آخر القوم ہے۔ خاتِم اور خاتَم دونوں نبی اکرم ﷺ کے اسماء میں سے ہیں۔"

"قرآن پاک" میں ہے:

"مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔"

خاتِم اور خاتَم قرآن کی دو قرائتیں ہیں اور خاتَم کی قرأت

۱: "صحیح مسلم" کتاب الفضائل، باب ذکر کونہ خاتم النبیین"۔

خاتم پر محمول ہے، دونوں کا مطلب ہے "آخرالانبیاء" اور آپ کے اسماء میں سے "عاقب" بھی ہے۔ اسی طرح اس کا معنیٰ بھی ہے اخرالانبیاء۔"

خاتم کے لغوی معنیٰ کی تحقیق کے بعد اب قرآن کی آیات سے دیکھئے!

"مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔" (۲)

"نہیں ہیں محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ اور لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں سے آخری۔"

"قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعَا۔" (۳)

"اے محبوب تم فرمادو! اے لوگو بیشک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔"

غور کیجئے! اگر آمنہ کے لال ﷺ کے بعد کسی نبی یا رسول کا آنا ممکن ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس بات کا حکم نہ دیتا کہ آپ اعلان کر دیں کہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اس لئے کہ جن لوگوں کے لئے وہ نبی یا رسول ہوگا ان لوگوں کے لئے آپ نبی یا رسول نہیں ہوں گے۔

پس انکار عقیدہ ختم نبوت سے یہ نظریہ رکھنا لازم آتا ہے کہ آپ تمام لوگوں کے لئے رسول نہیں کیونکہ بعض کے لئے کوئی اور ہوگا۔ لہذا یہ مفروضہ سراسر اس آیت قرآنیہ کے خلاف ہے۔

"تَبٰرَكَ الَّذِىۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰى عَبۡدِهٖ لِيَكُوۡنَ لِلۡعٰلَمِيۡنَ نَذِيۡرًا۔" (۴)

"بابرکت ہے وہ ذات جس نے حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والی کتاب اپنے بندے پر نازل فرمائی تاکہ وہ تمام جہانوں کے لئے ڈرانے والے ہوں۔"

اندازہ کیجئے! جب سب کے ڈرانے والے یہ ہیں تو پھر دوسرا آ کر کیا کرے گا؟ اگر آنا ممکن ہو تو آپ ﷺ سب کے ڈرانے والے نہ رہے اور یہ بھی سراسر اس آیت کے مخالف ہے۔

"اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ۔" (۵)

"آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔"

دیکھئے! دین اسلام کا مکمل ہونا اور نعمت الٰہی کا پورا ہونا اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ اب نبیوں کی آمد کا سلسلہ بند ہو چکا ہے۔ اس لئے کہ اگر نبوت جاری رہے تو نعمت الٰہی کا سلسلہ بھی جاری رہے گا۔ سو یہ بھی مخالفت قرآن ہے۔

"اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ۔" (۶)

"اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور صاحبان امر کی اطاعت کرو۔"

اس آیت میں اللہ نے نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کے بعد صاحبان امر کی اطاعت کا حکم دیا ہے اگر آپ کے بعد نبی کا آنا ممکن ہوتا تو اللہ تعالیٰ صاحبان امر سے پہلے اس نبی کی اطاعت کا حکم دیتا۔ اس آیت مبارکہ سے بھی عقیدہ ختم نبوت مزید واضح ہو رہا ہے۔

"وَمَنۡ يُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الۡهُدٰى وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيۡلِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصۡلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتۡ مَصِيۡرًا۔" (۷)

"اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ ہدایت اس کے لئے واضح ہو چکی اور مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلے تو وہ جس طرف پھرے، ہم اس کو اسی طرف پھیر دیں گے اور اس کو جہنم میں پہنچائیں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔"

۲: "سورۃ الاحزاب" :۴۰۔
۳: "سورۃ الاعراف" ۱۵۸۔
۴: "سورۃ الفرقان" :۱۔
۵: "سورۃ المائدہ" :۳۔
۶: "سورۃ النساء" :۵۹۔
۷: "سورۃ النساء" ۱۱۵۔

اس مقام پر اللہ نے نبی اکرم ﷺ کے بعد سبیل المومنین یعنی اجماعِ امت کی پیروی کو ضروری قرار دیا ہے اگر آپ کے بعد کسی نبی کا آنا ممکن ہوتا تو ایمان والوں کے راستہ سے پہلے اس کی اتباع کا حکم دیا جاتا۔

"لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قَاتَلَ ط اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدِ وَقَاتَلُوْا۔" (۸)

"تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا، ان کا درجہ بہت بڑا ہے ان سے جنہوں نے بعد میں خرچ کیا اور جہاد کیا۔"

دیکھئے تو سہی! قیامت تک کا کوئی مسلمان فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والوں اور جہاد کرنے والوں سے اجر میں نہیں بڑھ سکتا اور نبی تو غیر نبی سے افضل و اعلیٰ ہوتا ہے۔

اگر بالفرض والمحال آپ کے بعد کسی نبی کا آنا ممکن ہوتا تو وہ فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والوں اور جہاد کرنے والوں سے افضل ہوتا۔ اور یہ اسی آیت کے خلاف ہے۔

اگرچہ بہت سی آیات اس موضوع پر موئید اور دال ہیں مگر اسی پر اکتفا کرتے ہوئے ایک جھلک حدیث مصطفی کی بھی دیکھ لیجئے!

۱: "عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَآءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِیٌّ خَلَفَهٗ نَبِیٌّ وَاِنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔" (۹)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کے انبیاء ان کا سیاسی نظام چلاتے تھے، جب کوئی نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ ہو جاتا اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔"

۲: "عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ اِنْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ۔" (۱۰)

"انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد نبوت و رسالت منقطع ہو گئی، پس میرے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں ہوگا۔"

۳: "عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اُسَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ فَلَا نُبُوَّةَ بَعْدِیْ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ۔" (۱۱)

"حذیفہ بن اسید روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا کہ نبوت رخصت ہوگئی اب میرے بعد نبوت نہیں مگر خوشخبریاں۔"

۴: "عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِیْ بِالْمُشْرِكِيْنَ وَ حَتّٰى تَعْبُدُوا الْاَوْثَانَ وَاِنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔" (۱۲)

"حضرت ثوبان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تک میری امت کے قبائل مشرکین کے ساتھ لاحق نہ ہونگے جب تک بتوں کی عبادت نہ کی جائے گی اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی اور عنقریب میری امت میں تیس کذاب ہوں گے، جن میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

امام ابوعیسیٰ ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

۵: ابوامامہ باہلی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

۸: "سورۃ الحدید" : ۱۰۔

۹: "صحیح بخاری" صفحہ ۱/۴۹۱، کراچی۔ "صحیح مسلم" صفحہ ۲/۱۲۶ اکراچی۔ "مسند احمد" صفحہ: ۲/۲۹۷، بیروت۔

۱۰: "جامع ترمذی" صفحہ: ۲۳۱ کراچی۔ "مسند احمد" صفحہ: ۳/۲۶۷ بیروت۔ "المستدرک" صفحہ ۴/۳۹۱، مکۃ المکرمۃ۔

۱۱: "مجمع الزوائد" صفحہ ۷/۱۷۳۔ "صحیح ابن حبان" صفحہ ۹/۲۱۶۔

۱۲: "جامع ترمذی" صفحہ: ۳۲۳ کراچی۔ "سنن ابوداؤد" صفحہ ۲/۲۲۸ لاہور۔ "مسند احمد" صفحہ: ۵/۲۷۸، بیروت۔

"اَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِيَآءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ۔" (۱۳)

"میں آخر الانبیاء ہوں اور تم آخری امت ہو۔"

۶: "عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ یَقُوْلُ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمًا کَالْمُوَدِّعِ فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدُ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ قَالَہٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔" (۱۴)

"عبداللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ ایک دن اللہ کے پیارے رسول ﷺ ہم میں تشریف لائے الوداع کرنے والے شخص کی طرح اور تین بار فرمایا میں محمد نبی اُمی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

اسی طرح کی بہت سی احادیث کتب حدیث میں موجود ہیں مگر العاقل تکفیہ الاشارہ یا درزبان فارسی عاقل را اشارہ کافی است۔

امت مسلمہ کا اجماعی، قطعی، یقینی عقیدہ ہے کہ نبی اکرم، نور مجسم، شفیع معظم، خلیفۃ اللہ الاعظم، فخر آدم و بنی آدم، حبیب کبریا احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے، آپ ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے، اور جو اس نئے نبی کے آنے کو ممکن مانے اور جو ایسا باطل عقیدہ رکھنے والے کو کافر نہ جانیں، دائرہ اسلام سے خارج، مرتد، بے دین ہے۔

اب آخر میں سرزمین ہندوستان میں پیدا ہونیوالے، رسوائے زمانہ ننگ انسانیت اور جھوٹے مدعی نبوت کی انسانیت سوز تعلیمات پر نظر ڈالتے۔

مرزا غلام احمد قادیانی ہندوستان ضلع گورداسپور کے ایک علاقہ قادیان میں پیدا ہوا، پہلے مبلغ اسلام کی شکل میں ظاہر ہوا، ۱۸۹۱ء میں اس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا، ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعوے دار ہوا اور ۱۹۰۸ میں مر گیا۔ اس کی باطل تعلیم سے جس طرح اللہ کی زمین پر بہت بڑا فتنہ برپا ہوا بالکل اسی طرح اگر لکھا جائے تو بہت سے دفتر سیاہ ہونے کا خدشہ ہے۔ مگر بطور نمونہ از خروارے:

"ازالہ اوھام" صفحہ ۵۳۳ پر لکھتا ہے:

"خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا ہے اور نبی بھی۔"

"دافع البلاء" صفحہ ۶ پر لکھتا ہے کہ

مجھ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ اَوْلَادِیْ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْكَ۔"

"یعنی اے غلام احمد تو میری اولاد کی جگہ ہے تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔"

ذرا دیکھئے کیسے اپنے آپ کو اللہ کا بیٹا ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے۔ اور عقیدہ تثلیث کو فروغ دینے کا ایک نیا انداز۔"

بے حیا باش ہر چہ خواہی بکن

نبی اکرم ﷺ کے بارے میں "ازالہ اوھام" صفحہ ۲۸۸ پر لکھتا ہے:

"حضرت رسول خدا ﷺ کے الہام و وحی بھی غلط نکلی تھیں۔" (العیاذ باللہ!)

اسی کتاب "ازالہ اوھام" صفحہ ۸ پر لکھتا ہے:

"حضرت موسیٰ (عَلَیْہِ السَّلَام) کی پیشین گوئیاں بھی اس صورت ظہور پذیر نہ ہوئیں جس طرح کی حضرت موسیٰ (عَلَیْہِ السَّلَام) نے اپنے دل میں اُمید باندھی تھی۔

اسی کتاب کے صفحہ ۶۲۹ پر لکھتا ہے:

"ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارے میں پیش گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست ہوئی بلکہ وہ اس میدان میں مارا گیا۔"

اسی کتاب کے صفحہ ۲۸۔ ۲۶ پر لکھتا ہے:

"قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں (معاذ اللہ)۔"

"اربعین نمبر ۲" صفحہ ۱۳ پر لکھتا ہے:

"کامل مہدی نہ موسیٰ تھا اور نہ عیسیٰ۔" (معاذ اللہ)۔"

"اعجاز احمدی" صفحہ ۱۴ پر حضرت عیسیٰ (عَلَیْہِ السَّلَام) کے بارے میں لکھتا ہے:

۱۳: "سنن ابن ماجہ" صفحہ :۲۹۸۔

۱۴: "مسند احمد" صفحہ ۱۷۲/۲، بیروت۔

"عیسائی تو ان کی خدائی کو روتے ہیں مگر یہاں نبوت بھی ان کی ثابت نہیں۔"

اسی کتاب کے صفحہ ۲۴ پر لکھتا ہے:

"کبھی آپ کو شیطانی الہام بھی ہوتے تھے۔" (معاذ اللہ)

جبکہ شیطانی الہام کے بارے میں قرآن کہتا ہے:

"تَنَزَّلُ عَلٰی کُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیۡمٍ۔"

"یعنی بڑے بہتان والے سخت گنہگار پر شیطان اترتے ہیں۔"

نتیجہ نکال کے دیکھ لیجئے! بات کہاں تک پہنچتی ہے۔

"اعجاز احمدی" کے صفحہ ۱۴ پر لکھتا ہے:

"ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ (عَلَیۡہِ السَّلَام) کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں۔"

جبکہ "کشتی نوح" صفحہ ۵ پر لکھتا ہے:

"ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔"

"کشتی نوح" اور "اعجاز احمدی" کی آخری دونوں باتوں کو سامنے رکھ کر دیکھ لیجئے! منطقی نتیجہ سامنے ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ (عَلَیۡہِ السَّلَام) کی نبوت سے ہی انکار کر رہا ہے۔ اور انکار تو انکار اس نے تو حضرت عیسیٰ روح اللہ وکلمۃ اللہ (عَلَیۡہِ السَّلَام) کو جی بھر کر گالیاں دی ہیں۔ اس کے عقائد لکھنے سے دل لرز رہا ہے، روح کانپ جاتی ہے، طبیعت بے چین اور مزاج بالکل مکدر ہو گیا ہے۔ مگر اس کا یہ رخ دکھائے بغیر بھی تو چارہ نہیں، اگر کسی کی طبع نازک پر گراں گزرے تو راقم کو معذور سمجھا جائے:

"ضمیمہ انجام آتھم"، صفحہ ۷ پر حضرت عیسیٰ (عَلَیۡہِ السَّلَام) کے بارے میں لکھتا ہے:

"تین دادیاں اور تین نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھی جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا۔"

اور اسی کتاب کے اسی صفحہ پر لکھتا ہے:

"آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی تھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اسکے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اسکے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اسکے سر پر ملے۔ سمجھنے والے یہ سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔"

دیکھ لیجئے! قادیانی جھوٹے مدعی نبوت کا حال کہ عیسیٰ (عَلَیۡہِ السَّلَام) کے بارے میں کیسا نظریہ اور عقیدہ رکھتا ہے۔ زمانے کو معلوم ہے کہ دادی تو اس کی ہوتی ہے جسکا باپ ہو۔ اور اس پر ظلم بالائے ظلم یہ کہ پورے خاندان بشمول عیسیٰ (عَلَیۡہِ السَّلَام) کے کس طرح کی دریدہ دہنی کر رہا ہے۔

ایک مقام پر "کشتی نوح" صفحہ ۱۶ پر لکھتا ہے:

"یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھی اور یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی یوسف اور مریم کی اولاد۔" (استغفر اللہ)

اگر دعویٰ نبوت درمیاں میں نہ بھی ہو (جو کہ ہے) تو اس کا یہ گناہ اس قدر گھناؤنا ہے جو اس کو گہرے گڑھے کی تاریک تہہ میں گرا گیا ہے۔ اب ہمیں یہ تو کہنے کی اجازت دیجئے کہ اس کے ماننے والے تو اس کی نبوت، مہدویت، مجددیت کو روتے ہیں مگر اس کی تعلیمات سے تو اس کی انسانیت بھی ثابت نہیں ہوتی!!!

بقیہ: (درسِ قرآن) اسلام اور قادیانیت

"مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ تورات اور انجیل اور قرآنِ کریم پر۔" (اربعین لاتمام الحجۃ علی المخالفین ۴، مشمولہ شیطانی خزائن ۱۷، مطبع ضیاء الاسلام قادیان۔)

نعوذ باللہ کس قدر قرآنِ کریم کی توہین ہے اور کس قدر تورات کی اور انجیل کی یہ توہین ہے۔

جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی تھی اور کہاں وہ وحی جو مرزا غلام احمد قادیانی کے پاس شیطان کی طرف سے آتی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اِنَّ الشَّیٰطِیۡنَ لَیُوۡحُوۡنَ اِلٰۤی اَوۡلِیٰٓئِہِمۡ۔"

("الأنعام": ۱۲۱۔)

بیشک شیاطین جو ہیں اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتا ہے، وحی بھیجتا ہے اسی طرح شیاطین بھی اپنے دوستوں کے پاس وحی بھیجتے ہیں۔

۔۔۔۔جاری ہے۔۔۔۔

جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام

پیشوائے اہلسنت، علامہ پیر محمد افضل قادری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"وَاِذِ ابۡتَلٰۤی اِبۡرٰھٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیۡ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَھۡدِی الظّٰلِمِیۡنَ ۔"

"اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا تو اس نے وہ پوری کر دکھائیں، فرمایا میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں، عرض کی اور میری اولاد سے، فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔"(۱)

آیت مبارکہ کے تحت تفسیری فوائد بیان کرنے سے پہلے خلیل اللہ حضرت ابراہیم علَیہِ السّلام کے مختصر سوانح حیات اور آپ کی سیرت طیبہ پر نہایت اختصار کے ساتھ روشنی ڈالتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علَیہِ السّلام:

آپ کا نسب اس طرح ہے:

"ابراہیم علَیہِ السّلام ابن تارخ ابن ناحور ابن شاروغ ابن ارغو ابن فالع ابن عابر ابن شالخ ابن ارفخشد ابن سام ابن نوح علَیہِ السّلام ابن لمک ابن متوشخ ابن ادریس علَیہِ السّلام ابن یارد ابن مہلائیل ابن قینان ابن انوش ابن شیث علَیہِ السّلام ابن آدم علَیہِ السّلام۔"

مشرک آذر آپ کا چچا تھا:

"قرآن مجید" میں ہے:

"وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰھِیۡمُ لِاَبِیۡہِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصۡنَامًا اٰلِھَۃً اِنِّیۡۤ اَرٰىکَ وَ قَوۡمَکَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۔"

"اور (اے محبوب ﷺ یاد کرو) جب ابراہیم نے اپنے باپ آذر سے کہا: کیا تم بتوں کو خدا بناتے ہو؟ بیشک میں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں پاتا ہوں۔"

اس آیت سے بعض لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ مشرک آذر حضرت ابراہیم علَیہِ السّلام کا والد تھا لیکن تحقیق اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علَیہِ السّلام کے والد کا نام تارخ تھا اور وہ موحد (توحید پرست مسلمان) تھے اور مشرک آذر آپ کا چچا تھا۔

☆ حافظ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں:

"جمہور علماء نسب بشمول حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سب اس پر متفق ہیں کہ حضرت ابراہیم علَیہِ السّلام کے والد کا نام تارخ تھا، اور اہل کتاب بھی تارخ بتاتے ہیں۔"

مشرک آذر کے چچا ہونے اور ابراہیم علَیہِ السّلام کے والد تارخ ہونے کی مضبوط ترین اور ناقابل تردید دلیل یہ حقائق ہیں:

☆ امام ابن المنذر نے اپنی تفسیر میں صحیح سند کے ساتھ یہ روایت بیان کی ہے کہ:

"جب ابراہیم علَیہِ السّلام پر آتش نمرود ٹھنڈی ہوگئی تو آذر نے کہا میری وجہ سے ان سے عذاب دور کیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے آگ کی ایک چنگاری بھیجی جو آذر کے پیر پر لگی اور آذر کو جلا دیا۔"

☆ امام ابن ابی حاتم نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ:

۱: "ترجمہ کنز الایمان" از امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ۔

"حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام آذر کیلئے استغفار کرتے تھے اور جب وہ مرگیا تو ان کو معلوم ہوگیا کہ یہ اللہ کا دشمن ہے تو آپ نے اس کے بعد اس کیلئے استغفار نہیں کی۔"

☆ اس آگ والے واقعہ کے وقت حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی عمر ۳۷ سال تھی۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے ہجرت فرمائی اور حران چلے گئے، پھر اردن تشریف لے گئے، پھر مصر چلے گئے، پھر شام کی طرف لوٹے اور پھر آخر کار فلسطین میں قیام پذیر ہوئے اور یہاں امام ابن سعد کے مطابق ۹۰ سال کی عمر میں آپ کے ہاں حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام کی ولادت ہوئی تو پھر آپ نے حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو خانہ کعبہ کے پاس جہاں اس وقت جنگل تھا چھوڑ دیا اور دعاء کی:

"رَبَّنَا اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ۔"

"اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس۔"

اور پھر اس کے بعد یہ دعا کی:

"رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۔"

"اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔"

اس آیت میں حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام اپنے چچا آذر کی وفات اور اس سے مکمل بیزاری کا اعلان کرنے کے ۵۳ سال بعد اپنے والدین کی مغفرت کی دعاء کر رہے ہیں اور والدین پر مومنین کا عطف ڈال کر سب کیلئے مغفرت کی دعاء کر رہے ہیں۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ آپ کے والد "مشرک آذر" کے علاوہ اور شخص تھے اور وہ پکے موحد تھے۔ جن کیلئے آپ نے دعاء فرمائی اور اس دعاء کو قیامت تک نماز میں مشروع و مسنون بھی کر دیا گیا۔

☆ مشرک آذر حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کا والد نہ تھا دیگر دلائل کے علاوہ یہ حدیث نبوی بھی اس پر قوی دلیل ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

"لم ازل انقل من اصلاب الطاهرين الى ارحام الطاهرات۔"(۲)

"یعنی ہمیشہ سے مجھے پاک باپوں کی پشتوں سے پاک ماؤں کے رحموں میں منتقل کیا گیا۔"

ظاہر ہے آذر مشرک تھا اور

"اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ۔"

کے تحت وہ نجس تھا لہٰذا وہ طاہرین میں سے نہ تھا جبکہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کے والد ماجد سمیت نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تمام آباء کرام حدیث کی رو سے طاہرین (پاکبازوں) میں سے تھے

☆ رہا یہ سوال کہ آیت بالا:

"وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ آزَر۔"

میں مشرک آذر کو حضرت ابراہیم کا اب (باپ) کہا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کلام عرب میں اب (باپ) کا اطلاق والد کی طرح چچا پر بھی کیا جاتا ہے۔

سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۳۳ میں حضرت اسمٰعیل کو اولاد یعقوب کا باپ فرمایا گیا حالانکہ وہ ان کے چچا تھے۔

اور حدیث پاک میں بھی ہے:

"ردوا علی ابی عباس۔"

"میرے باپ (عباس) کو میرے پاس لاؤ۔"

اس حدیث میں حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے چچا عباس کو اب (باپ) قرار دیا ہے۔ لہٰذا آیت مبارکہ میں "لابیه آذر" سے بھی حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کا چچا آذر مراد ہے۔

حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی سیرت طیبہ کا اجمالی خاکہ:

حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی ولادت حضرت آدم عَلَیْہِ

۲: "دلائل النبوۃ"۔

السَّلَام کی پیدائش سے تقریباً ۲۳۲۷ سال بعد اور حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام سے ۲۱۶۰ سال قبل عراق کے قدیم تاریخی شہر بابل کے نواح (توریت کے مطابق اُور، بعض نے کوثی، الورقاء اور سوس وغیرہا بتایا ہے) میں ہوئی، اس وقت نمرود املیس کی دنیا بھر میں حکومت تھی۔ ہر طرف کفر وشرک کا دور دورہ تھا۔ آپ کا چچا آذر شاہی خاندان کا مقرب اور بت پرست، بت گر اور بت فروش تھا۔ لوگ نمرود کی پرستش کرتے تھے اس کے علاوہ چاند سورج ستاروں اور بتوں کی پوجا پاٹ بھی عام تھی۔

حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے چچا سمیت دنیا بھر کے مشرکین وکفار کے خلاف علم جہاد بلند فرمایا۔ ایک مرتبہ کفار کے میلے کا دن تھا اور کفار نے بتوں کو خوب خوب سجا کر بت خانہ میں رکھا ہوا تھا تو امام المجاہدین حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام بت خانہ میں تشریف لے گئے اور تمام بتوں کو ریزہ ریزہ کر کے کلہاڑا سب سے بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا تاکہ مشرکین بڑے بت کی طرف رجوع کریں اور ان پر بتوں کا عجز واضح ہو۔

آپ نے اپنے چچا، بت پرستوں، ستارہ پرستوں اور مطلق العنان بادشاہ نمرود کے ساتھ مناظرے کر کے بڑے بڑے انوکھے انداز میں استدلال کر کے عقیدہ توحید کی حقانیت واضح فرما کر مشرکین کو مبہوت کر دیا۔

تفصیل کیلئے دیکھئے:

سورۃ انبیاء، آیت نمبر ۵۱ تا ۷۲۔ سورہ انعام، آیت نمبر ۷۴ تا ۸۳۔ سورہ بقرہ، آیت نمبر ۲۵۸۔ سورہ شعراء، آیت نمبر ۶۹ تا ۸۹۔

بالآخر نمرود بادشاہ نے آتشکدہ تیار کر کے آپکو آگ میں جلانے کے احکام صادر کر دیئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ۔"

ہم نے فرمایا:

"اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر۔"

چنانچہ وہ آتشکدہ آپ کے لئے گلزار بن گیا۔ اس کے بعد آپ نے حران، اردن، مصر، شام اور فلسطین ہجرت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑھاپے میں حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام اور حضرت اسحٰق عَلَیْہِ السَّلَام عطا فرمائے جن کی اولاد سے بعد میں تمام انبیاء پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے بے شمار خدام اور لاتعداد مال مویشی کی صورت میں آپ کو بے پناہ دولت عطا فرمائی اور آپ نے بھی فیاضی اور مہمان نوازی کی حد کر دی اور مکارم اخلاق کے اعلیٰ نمونے قائم کئے۔

آپ نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل کو خانہ کعبہ کے پاس آباد کیا جہاں اس وقت بے آب وگیا جنگل تھا۔ حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام نے قبیلہ جرہم میں شادی کی اور مکہ مکرمہ شہر آباد ہوا۔ حضرت اسحٰق عَلَیْہِ السَّلَام کو فلسطین میں آباد کیا۔ جن کی اولاد سے ہزارہا انبیاء کرام مبعوث ہوئے اور پھر بالآخر نبی آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور آپ نے دین ابراہیمی کو بنیاد بنا کر عالمگیر دین اسلام کی تکمیل فرمائی۔

حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے ۱۷۵ اور ایک روایت کے مطابق ۲۰۰ سال عمر پائی اور فلسطین کے الخلیل نامی شہر کی ایک مکفیلہ نامی غار میں مدفون ہوئے۔

حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی قبر پر گنبد کی تعمیر:

ڈاکٹر شوقی ابوالخلیل نے اطلس القرآن میں معجم البلدان کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

"حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام نے آپ کی قبر پر قبہ نما چھت تعمیر کی۔"

جس سے پتہ چلتا ہے کہ قبور صالحین پر چھت اور قبے تعمیر کرنا سنت انبیاء ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ اور آپکے صاحبین حضرت ابوبکر وعمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی قبور مبارکہ پر بھی دور صحابہ کرام سے لے کر آج تک شاندار قبہ کی تعمیر بار بار کی گئی ہے جس سے قبور صالحین پر قبہ جات کی تعمیر کا جواز صدیوں سے امت مسلمہ اور بالخصوص خیر القرون کے مسلمانوں کے عمل سے روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

لہٰذا صالحین کی قبور پر قبہ تعمیر کرنا بدعت نہیں بلکہ علماء نجد نے ۱۴ ویں صدی ہجری میں جنت البقیع اور جنت المعلیٰ میں صحابہ کرام اور اہل بیت رسول کے مزارات سے قبہ جات مسمار کر کے کوئی دینی

خدمت انجام نہیں دی بلکہ صحابہ و اہل بیت رسول کی قبروں کی بے حرمتی کر کے یہود و نصاریٰ کی رضا حاصل کی ہے۔

☆ "وَاِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ۔"

"اور جب ابراہیم کو ان کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا تو اس نے وہ پوری کر دکھائیں۔"

"ابتلیٰ" بلو یا بلاء سے بنا ہے۔ "ابتلیٰ" کا معنی ہے آزمائش کی، امتحان لیا وغیرہا۔

اللہ تعالیٰ کبھی مصائب و بلیات کا نزول کر کے امتحان لیتے ہیں، کبھی بندے کو تکلیف و مشقت کے ذریعے آزماتے ہیں اور کبھی انعامات کر کے امتحان لیتے ہیں۔ اور اس طرح بندے کے خلوص، صبر، شکر ایثار اور استقامت وغیرہ شانوں کو دوسرے لوگوں پر واضح فرما کر امتحان میں کامیاب ہونے والے اپنے بندے کے مراتب بلند فرماتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ اس عیب سے پاک ہے کہ اسے کسی کی اندرونی حالت کا علم نہ ہو اور وہ امتحان کے ذریعے کسی کی استعداد و قابلیت کو معلوم کرے۔

معتزلہ اور نجدی فکر کے علماء کا خطرناک نظریہ:

عقیدہ توحید کے ضمن میں اسلام کا ایک اہم عقیدہ یہ بھی ہے کہ کائنات میں جو کچھ ہو چکا ہے جو ہو رہا ہے اور جو آئندہ ہونے والا ہے، سب اللہ تعالیٰ کے علم ذاتی میں ہے اور ہر غیب و شہادت ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کے علم ذاتی میں ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ کسی چیز کو جانے یا معلوم کرے۔ لیکن فرقہ معتزلہ اور اس دور کے کئی ایک دیوبندی وغیر مقلدین (نام نہاد اہلحدیث) کا عقیدہ ہے کہ امتحان اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اشیاء منکشف ہوں اور جس چیز کا اسے پہلے علم نہ تھا اس کا علم اسے حاصل ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ وَمَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَیْهِؕ۔"

کے تحت ترجمہ قرآن کرتے ہوئے مولانا وحید الزمان (اہلحدیث) نے لکھا ہے:

"جس قبلہ پر تو پہلے تھا (یعنی کعبہ) ہم نے اس کو (دوبارہ) مقرر کر دیا اس کی غرض یہ تھی کہ ہم کو یہ بات کھل جائے کہ کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔"

دیوبندیوں کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نے اس کا ترجمہ یوں کیا:

"اور جس سمت قبلہ پر آپ رہ چکے (یعنی بیت المقدس) وہ تو محض اس مصلحت کے لئے تھا کہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ کون رسول اللہ ﷺ کا اتباع اختیار کرتا ہے اور کون پیچھے ہٹتا ہے۔"

مدرسہ دیوبند کے پرنسپل اور دیوبندیوں کے شیخ الہند نے ترجمہ کیا:

"اور نہیں مقرر کیا تھا ہم نے وہ قبلہ کہ جس پر تو تھا مگر اس واسطے کہ معلوم کریں کون تابع رہے گا رسول کا اور کون پھر جائے گا الٹے پاؤں۔"

یہ ترجمہ سعودی حکومت نے چھاپ کر حجاج اور معتمرین میں خوب تقسیم کیا ہے۔ جس سے واضح ہے کہ علماء نجد اس ترجمہ سے متفق ہیں۔

دیوبندیوں کے پنج پیری و غلام خانی گروہ کے سرخیل مولانا حسین احمد آف واں بھچراں اپنی تفسیر "بلغۃ الحیران" صفحہ نمبر ۱۵۷، ۱۵۸ پر اللہ تعالیٰ کے علم ازلی کی نفی میں معتزلہ کا نظریہ اور اس نظریہ باطلہ کی تائید اس طرح تحریر کی:

اور انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پہلے سے کوئی علم بھی نہیں ہوتا کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا اور آیات قرآنیہ جیسا کہ "ولیعلم الذین" وغیرہ بھی اور احادیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں۔ العیاذ باللہ من ذالك!

یہ چند مثالیں تھیں ورنہ قرآن مجید میں دیگر متعدد مقامات پر بھی نجدی فکر کے علماء نے اللہ تعالیٰ کے علم ازلی کی نفی کی ہے۔

الحمد للہ! اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک نام عالم الغیب ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ۔"

"ہر غیب وشہادت کو جاننے والا ہے اور وہی حکمت والا خبردار۔"

غیب کا اطلاق جس طرح چھپی ہوئی اشیاء پر ہوتا ہے اسی طرح جو کچھ ابھی معرض وجود میں نہیں آیا یعنی معدوم ہے اس پر بھی غیب کا اطلاق ہوتا ہے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ کا امتحان خود جاننے کیلئے نہیں ہوتا بلکہ دوسرے بندوں پر اپنے کسی بندے کی شان واضح کرنے کے لئے ہوتا ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کے امتحانات کا مختصر تذکرہ:

جد الانبیاء حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی پوری زندگی سخت آزمائشوں سے عبارت ہے۔آپ نے ہر امتحان میں اللہ تعالیٰ کی محبت واطاعت کا حق ادا کردیا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَاَتَمَّهُنَّ۔"

"آپ نے تمام کلمات (اوامر ونواہی) کو کماحقہ پورا کردیا۔"

اب ہم ذیل میں آپکے امتحانات کا مختصر تذکرہ کرتے ہیں۔

کفر وشرک کا ابطال اور پوری قوم سے ٹکراؤ کا امتحان:

آج ایک ارب سے زائد مسلمان کفار سے خائف ہیں، لیکن امام المجاہدین حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام تن تنہا اپنے خاندان پوری قوم اور مطلق العنان جابر بادشاہ نمرود کے مقابلے میں ڈٹ گئے اور ہر سطح پر کفر وشرک کی اعلانیہ مخالفت کی۔کفار پر عقلی دلائل کے ساتھ بھی واضح فرمایا کہ یہ بت سننے، جواب دینے، دیکھنے اور اپنا دفاع کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے یہ خدا کیسے ہوسکتے ہیں۔آپ کے چچا آذر نے کہا:

"یا ابراهیم لان لم تنته لارجمنك۔"

"اے ابراہیم اگر تم باز نہ آئے تو میں تمہیں سنگسار کرکے ہلاک کردوں گا۔"

نمرود نے آپکو زندہ جلانے کیلئے بہت بڑا آتشکدہ تیار کرایا لیکن پھر بھی آپ کفر وشرک کے ابطال پر ڈٹے رہے۔

اسطرح آپ نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور جہاد فی سبیل اللہ کے اوامر پر عمل کرنے کا حق ادا فرمایا جس سے مسلمانوں اور بالخصوص علماء ومشائخ کو درس لینا چاہیے!!!

نجدی علماء کا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام پر الزام شرک:

بابل میں مشرکین کی ایک جماعت ستاروں، چاند اور سورج کی پجاری تھی۔اللہ تعالیٰ نے (سورۃ انعام ۷۷،۷۸،۷۹،۸۰) میں حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کے ستارہ پرستی کے خلاف شاندار استدلال کا ذکر کیا ہے۔آپ نے ستارہ، چاند اور سورج کے پرستاروں کو للکارا اور فرمایا:

"هذا ربی۔؟"

"اسے میرا رب ٹھہراتے ہو۔"(۳)

اور پھر فرمایا:

"لا احب الافلین۔"

"میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

یعنی ستارے چاند اور سورج طلوع اور غروب ہوتے ہیں۔ان میں تبدیلیاں دکھائی دیتی ہیں۔لہٰذا یہ خود کسی موجد ومدبر کے محتاج نظر آتے ہیں۔لہٰذا یہ "الٰہ" نہیں ہوسکتے۔پھر فرماتے ہیں:

"يٰقَوْمِ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ۔اِنِّىْ وَجَّهْتُ وَجْهِىَ لِلَّذِىْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔"

"اے قوم میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو میں نے اپنا منہ اسکی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے ایک اسی کا ہو کر اور میں مشرکوں میں سے نہیں۔"(۴)

۳: "ترجمہ کنز الایمان" از امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ۔

۴: "ترجمہ کنز الایمان" از امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ۔

لیکن حیرت ہے نجدی فکر کے علماء نے "ھذا ربی" کا ترجمہ استفہام انکاری (اسے میرا رب ٹھہراتے ہو) کی صورت میں کرنے کی بجائے خبر (یہ میرا رب ہے) کے انداز میں کر کے قاطع شرک حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام پر شرک کرنے کا الزام لگایا ہے۔ العیاذ باللہ من ذالك!

"ھذا ربی" کے تحت نجدی علماء کے ترجمے:

"کہا یہ میرا رب ہے۔"(۵)

"لگے کہنے کہ یہی میرا پروردگار ہے۔"(۶)

"یہ میرا پروردگار ہے۔"(۷)

"یہ ہے رب میرا۔"(۸)

"یہ میرا رب ہے۔"(۹)

"یہ میرا رب ہے۔"(۱۰)

نجدی علماء کے ان تراجم سے واضح ہے کہ ستارہ چاند اور سورج کے طلوع سے لے کر غروب ہونے کی مدت تک حضرت ابراہیم مشرک رہے اور اسکے بعد انہوں نے شرک سے بیزاری کا اعلان کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ نے ایک لمحہ بھر شرک نہیں کیا اور یہی شان نبوت ہے۔

حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام پر نجدیوں کے الزام شرک کا رد:

سورہ انعام میں ان آیات سے پہلے والی آیت نمبر ۷۶ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ۔"

"اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔"(۱۱)

اس آیت کے بعد ستارہ، چاند اور سورج کا واقعہ یوں بیان کیا:

"فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ۔"

"پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا۔"

یعنی اللہ تعالیٰ نے فا کے ساتھ ستارہ چاند اور سورج کا واقعہ شروع کیا۔ لغت عرب میں "فا" تعقیب مع الوصل کیلئے آتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے حضرت ابراہیم کو آسمان و زمین کی ملکوت دکھا کر ان کا "ایمان عین الیقین" (ایمان کا اعلیٰ ترین درجہ) تک پہنچایا اور اس کے بعد ستارہ چاند اور سورج کے واقعات درپیش آئے۔ لہٰذا حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام ان واقعات کے وقت پہلے ہی سے ایمان کے اعلیٰ ترین درجے عین الیقین پر فائز تھے تو وہ ستارہ چاند اور سورج کو اپنا رب کہہ کر کس طرح شرک کا ارتکاب کر سکتے تھے۔

نیز یہ کہ امت کے علماء حتیٰ کہ عصمت انبیاء کے منکر فرقہ معتزلہ کے علماء بھی اس امر پر متفق ہیں کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اعلان نبوت سے پہلے اور اعلان نبوت کے بعد کفر و شرک سے معصوم ہوتے ہیں۔ لیکن نجدی علماء عصمت انبیاء کے مسئلہ میں فرقہ معتزلہ سے بھی آگے نکل گئے۔ اَلْعِیَاذُ بِاللہِ مِنْ ذَالِك!

ہجرت کا امتحان:

جب نمرود کے آتشکدہ سے باہر تشریف لائے تو بابل سے ہجرت کرنے کا حکم ملا تو آپ نے اپنی بیوی حضرت سارہ اور اپنے بھتیجے حضرت لوط عَلَیْہِ السَّلَام کے ہمراہ حران ہجرت فرمائی، پھر حران سے شام چلے گئے پھر مصر چلے گئے، مصر سے واپس شام آئے اور پھر فلسطین میں اقامت پذیر ہوئے۔

۵: "ترجمہ مودودی" بانی جماعت اسلامی۔
۶: "ترجمہ اہلحدیث شمس العلماء حافظ نذیر احمد دہلوی"۔
۷: "ترجمہ مولوی فتح محمد جالندھری"۔
۸: "ترجمہ دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن پرنسپل مدرسہ دیوبند مطبوعہ حکومت سعودی عرب۔"
۹: "ترجمہ دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی"۔
۱۰: "ترجمہ قرآن" حکومت سعودی عرب۔
۱۱: "ترجمہ کنز الایمان"۔

بیٹے اور بیوی کو بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑنے کا امتحان:

فلسطین میں طویل عرصہ دعاؤں کے بعد ۹۰ سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے ایک فرزند (حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام) عطا فرمائے۔ اس وقت خانہ کعبہ کی دیواریں طوفان نوح کی وجہ سے گر چکی تھیں اور بنیادیں مٹی کے اندر چھپ گئی تھیں۔ اس وقت مکہ مکرمہ کا شہر بھی نہیں تھا۔ یہ جگہ بے آب وادی کی صورت میں تھی (اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اپنے بیٹے اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام) اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا کو اس وادی میں چھوڑ کر واپس فلسطین آجاؤ۔

اس امتحان میں بڑی حکمت یہ تھی کہ حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام بڑے ہو کر خانہ کعبہ کی تعمیر نو کریں گے اور مکہ مکرمہ شہر کی بنیاد رکھیں گے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے رب تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی اور اپنی بیوی و بیٹے کو خانہ کعبہ کے پاس چھوڑ کر واپس فلسطین چلے گئے اور واپسی کے وقت یہ دعا فرمائی:

"رَبَّنَا اِنِّیْۤ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْىٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَیْهِمْ وَ ارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ۔"

"اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں، تیرے رحمت والے گھر کے پاس، اے میرے رب اسلئے کہ وہ نماز قائم رکھیں، تو تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کردے اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے شاید وہ احسان مانیں۔" (۱۲)

جب پانی ختم ہوگیا تو حضرت ہاجرہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا نے پانی کی تلاش کیلئے صفا و مروہ دو پہاڑیوں میں سات بار سعی کی تو آب زمزم کا چشمہ حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام کے قدموں کے نیچے سے ظاہر ہوا اور اللہ تعالیٰ کی بندی حضرت ہاجرہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا کے قدموں کے نشانات صفا و مروہ کو "شعائر اللہ" کا درجہ حاصل ہوا اور صفا و مروہ کے درمیان آپ کی سنت سعی کو حج و عمرہ میں ایک عبادت کا درجہ دے دیا گیا۔

پیارے بیٹے اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام کو ذبح کرنے کا امتحان:

جب حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام سعی (چلنے اور کام کاج کرنے) کی عمر کو پہنچے تو خواب میں آپ کو ذبح کرتے دیکھا، چوں کہ پیغمبر کا خواب وحی کی ایک قسم ہے لہٰذا اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے منیٰ لے گئے، بیٹے کو حکم خدا سے آگاہ فرمایا۔ فرماں بردار بیٹے نے حکم خدا کی تعمیل پر مکمل رضامندی کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ آپ اپنے خوبصورت بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا کر ذبح کرنے لگے تو چھری نے کام نہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے جنت سے ایک مینڈھا ذبح کیلئے نازل فرمایا۔ دیکھئے "سورہ صافات" آیت ۱۰۲: تا ۱۱۰۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس یادگار قربانی کو بعد میں آنے والی امتوں میں مشروع فرمادیا۔ صحابہ کبار نے پوچھا یارسول اللہ! ان قربانیوں کی حقیقت کیا ہے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی سنت ہیں۔ انہوں نے عرض کیا اس میں ہمارے لئے کیا ثواب ہے فرمایا: ہر بال کے بدلے ایک نیکی کا ثواب۔"

بڑی عمر میں ختنہ کرنے کا امتحان:

جب آپ کو بڑی عمر میں ختنہ کا حکم دیا گیا تو چوں کہ بالغ کیلئے شرم گاہ کو چھپانا فرض ہے لہٰذا آپ نے کسی سے ختنہ کرانے کی بجائے خود تیشے سے ختنہ کرلیا اور بلا تاخیر تعمیل فرمادی۔

کلمات کے بارے میں اقوال مفسرین:

☆ حضرت حسن بصری رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ نے کلمات سے کوکب، قمر، شمس، نار، ذبح اسمٰعیل، ہجرت اور ختنہ کے امتحانات مراد لئے ہیں۔

☆ ابن جریر طبری نے اپنی سند سے حضرت عبداللہ ابن عباس رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت کی ہے کہ کلمات سے مراد دس خصال:

۱: کلی کرنا۔

۲: ناک میں پانی ڈال کرناک صاف کرنا۔

۱۲: "ترجمہ کنز الایمان"۔

۳: سر کی مانگ۔

۴: مونچھیں کٹانا۔

۵: مسواک کرنا۔

۶: ختنہ۔

۷: زیرناف بال اکھیڑنا۔

۸: ناخن کٹوانا۔

۹: ۱۰: ڈھیلوں کے بعد پانی سے استنجاء کرنا۔

☆ اور حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی روایت میں داڑھی بڑھانا اور بغل کے بال نوچنا بھی ہے۔

☆ اور حضرت عبداللہ ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ کلمات سے مراد ۳۰ چیزیں ہیں۔ ۱۰ سورۃ برأت کی آیت نمبر ۱۲۲ میں، ۱۰ سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۳۵ میں اور ۱۰ سورۃ مومنون کی آیات نمبر ۱ تا ۹ میں اور وہ یہ ہیں:

۱: توبہ، ۲: عبادت، ۳: حمد، ۴: سیاحت، ۵: رکوع، ۶: سجدہ، ۷: اچھی باتوں کا حکم، ۸: بری باتوں سے روکنا۔ ۹: حدود الٰہی کی نگہبانی، ۱۰: ایمان والوں کو خوشخبری سنانا، ۱۱: اسلام، ۱۲: ایمان ۱۳: اطاعت، ۱۴: صبر، ۱۵: عاجزی، ۱۶: صدقہ، ۱۷: روزہ، ۱۸: شرمگاہ کی حفاظت، ۱۹: نظر کی حفاظت، ۲۰: ہر وقت ذکرِ خدا، ۲۱: قیامت کی تصدیق، ۲۲: نماز میں حضورِ قلبی، ۲۳: مستحبات کی پابندی، ۲۴: بیکار باتوں سے پرہیز، ۲۵: زکوٰۃ بخوشی ادا کرنا، ۲۶: بیوی اور لونڈی کے سوا اوروں سے شرمگاہ کی حفاظت کرنا، ۲۷: وعدہ پورا کرنا، ۲۸: امانت ادا کرنا، ۲۹: مذاق اور دل لگی سے پرہیز کرنا، ۳۰: سچی گواہی نہ چھپانا۔

☆ بعض مفسرین نے کہا کلمات سے مراد احکام حج ہیں۔

ان تمام اقوال میں تطبیق یہ ہے کہ کلمات سے مراد وہ تمام اوامر و نواہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو دی ہیں۔

سخت آزمائشوں کیساتھ لفظ رب کیوں استعمال فرمایا:

آیت مذکورہ میں سخت ترین امتحانات اور بلیات کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے صفاتی ناموں میں سے رب کا لفظ استعمال فرمایا۔ جس میں اشارہ ہے کہ بندے پر مصائب و بلیات اور آزمائشوں کا نزول اللہ تعالیٰ کی طرف سے قہر و غضب نہیں بلکہ رب کریم کی طرف سے بندے کی روحانی پرورش اور اسے کمال تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں کیوں کہ مصائب و بلیات میں صبر کرنے اور امتحانات میں کامیاب ہونے سے بندہ کے گناہ معاف کر کے اسکے درجات و مراتب کو بلند کر دیا جاتا ہے۔

شیخ المشائخ حضرت داتا گنج بخش ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہِ اھل اللہ کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"نحن نفرح بالبلاء کما یفرح اهل الدنیا بالنعم۔"

"ہم لوگ آزمائش پر اس طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح دنیادار لوگ نعمتوں کے حصول پر خوش ہوتے ہیں۔"

☆ "قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔"

"فرمایا میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔" (۱۳)

امام کا لغوی معنیٰ ہے:

جس کی اقتداء کی جائے چاہے وہ حق ہو یا باطل۔

لیکن شرع شریف میں امام وہ ہے جس کی امورِ دین میں اتباع اختیار کی جائے۔ اور اس کا مصداق انبیاء کرام، خلفاء راشدین، قضاۃ اسلام، ائمہ دین (مجتہدین، مفسرین، محدثین وغیرہ) اور ائمہ مساجد ہیں نیز امام کا اطلاق اس شخص پر بھی ہوتا ہے جو دنیا بھر کے مسلمانوں کا امیر ہو۔

امامت میں انبیاء کا درجہ سب سے اونچا ہے اور اس آیت میں امام سے مراد نبی ہے کیوں کہ للناس میں الف و لام استغراق کا ہے جس کا معنیٰ ہے تمام لوگوں کے لئے، اور تمام لوگوں پر اتباع صرف نبی کی ہی فرض ہے۔

نیز فرمایا:

"میرا یہ وعدہ ظالموں کو نہیں پہنچتا۔"

اور ان انسانوں میں سے معصوم ہونا صرف نبی کا ہی خاصہ

۱۳: "ترجمہ کنز الایمان"۔

ہے نیز یہ موقع حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام پر احسان وامتنان فرمانے کا ہے لہٰذا یہاں امامت کا اعلیٰ درجہ نبوت ہی مراد ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ .."

"اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا۔"(۱۴)

اس آیت میں، جس عہد کا ذکر ہے یہ عہد انبیاء کرام سے عالم ارواح میں لیا گیا تھا جس میں واضح اشارہ ہے کہ انبیاء کرام عالم ارواح میں بھی منصب نبوت پر فائز تھے لیکن آیت مذکورہ میں ہے میں تمہیں لوگوں کا پیشوا یعنی نبی بنانے والا ہوں جس سے ظاہر ہے کہ آپ (حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام) اس سے پہلے نبی نہیں تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں نبی بنانے سے مراد بعثت نبوت (اظہار واعلان نبوت) ہے لہٰذا معنیٰ یہ ہے کہ میں آپ کو اعلان نبوت اور فرائض نبوت کی ادائیگی پر مامور کرنے والا ہوں۔ جہاں تک نبوت ملنے کا تعلق ہے تو یہ یقینی امر ہے کہ آپ اور دیگر تمام انبیاء کرام کو دنیا میں آنے سے پہلے عالم ارواح و عالم حقائق میں منصب نبوت پر فائز کر دیا گیا تھا

اور اگر یہاں امام سے مراد لغوی معنیٰ کے مطابق پیشوا ہو تو اس کا معنیٰ یہ ہے کہ آپکو بعد میں آنے والی تمام امتوں کا پیشوا بنا رہا ہوں تمام نبی آپکی اولاد سے ہوں گے اور تمام انبیاء اور رسل آپ کی ملت (ملت ابراہیمی) کو اپنے ادیان کی بنیاد بنائیں گے اور جملہ عقائد و اعمال اور بالخصوص حج وقربانی اور مکارم اخلاق میں آپ کی اقتداء کرینگے۔

چنانچہ حضور خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی حکم دیا گیا

"پھر ہم نے تمہیں وحی بھیجی کہ دین ابراہیمی کی پیروی کرو جو ہر باطل سے الگ تھا۔"

☆ "قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ .."

"عرض کی اور میری اولاد سے فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔"

معلوم ہوا کہ اولاد سے خیر خواہی اور اولاد کے لئے اونچے مراتب کی دعاء کرنا سنت انبیاء ہے۔

"الظّٰلِمِيْنَ" ظلم سے بنا ہے۔ ظلم کا معنیٰ ہے:

کسی چیز کو غیر محل (یعنی نامناسب جگہ) میں رکھنا، کسی کے حق میں کمی بیشی کرنا، راستے سے ہٹ جانا۔

یہاں فسق مراد ہے یعنی فاسق کو منصب نبوت عطا نہیں کیا جائیگا۔

اس سے انبیاء کرام کی عصمت (گناہوں سے پاک ہونے) کا عقیدہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

اور اگر امام سے مراد پیشوائی وسیادت ہے پھر الظالمین سے مراد کفار ہوں گے جس کا معنیٰ یہ ہوگا کہ کافروں کو مسلمانوں کی پیشوائی کا کوئی حق نہیں۔ اور کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ وہ کسی کافر کو پیشوا بنائے۔

بقیہ: تعلیم نسواں

تعلیم نسواں کی ضرورت واہمیت کے پیش نظر خواتین اور مردوں کو یکساں طور پر تعلیم وتربیت کی تلقین فرمائی گئی۔ قرآن کا انداز تخاطب میں خواتین کا تذکرہ عام طور پر مستور ہی ہوا کرتا ہے۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے جو قرآن وحدیث کا مزاج سمجھنے والے افراد پر بہر صورت منکشف ہو جاتی ہے کہ بظاہر مذکر کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے تاہم خواتین بھی اس حکم کی مخاطب ہوتی ہیں۔ لہٰذا یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جن آیات واحادیث کے ذریعے فرضیت واہمیت علم مردوں کے لیے ثابت ہے، انہی کے ذریعے یہ حکم خواتین کے لیے بھی من وعن ثابت شدہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت جس طرح مردوں کی راہنمائی کے لیے ہوئی تھی اسی طرح عورتوں کی راہنمائی کے لیے بھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کا ہر لمحہ امت کی تعلیم وتربیت کے لیے وقف تھا۔ کیونکہ تعلیم اور دین سے واقفیت پر مسلمان کی زندگی کا انحصار ہے، اسی لیے نبی کریم ﷺ نے کسی کو بھی حصول علم سے مستثنیٰ نہیں فرمایا بلکہ طلب علم کو مرد اور عورت دونوں کے لیے فریضہ قرار دیا۔

---جاری ہے---

۱۴: "ترجمہ کنز الایمان"۔

چھٹی قسط

شرح سلامِ رضا

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مولانا شہزاد احمد مجددی چوراہی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جس کے زیرِ لوا آدم و من سوا
اُس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

زیر:

نیچے، تلے، تحت۔

لِوا:

علم، جھنڈا، فوج کا نشان۔

من سوا:

اور ان کے علاوہ باقی تمام۔

سزائے۔سزاوار:

لائق، مناسب، واجب۔

سیادت:

سرداری، بزرگی، امامت، سلطنت حکومت۔

بادشاہی اس شعر میں ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس کا تعلق حشر کے ساتھ ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تخلیق میں آپ کو تمام انبیاء کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام سے پہلے رکھا اور یہ بھی آپ ﷺ کی فضیلت ہے کہ حشر کے دِن سب سے پہلے آپ کو ہی اُٹھایا جائے گا اور آپ کے ہاتھ میں ''لوا'' ہوگا جس کے نیچے حضرت آدم عَلَیۡہِ السَّلَام سمیت باقی تمام انبیاء ہوں گے۔

''لوا'' کسے کہتے ہیں؟

شارح صحیح بخاری علامہ قسطلانی لکھتے ہیں:

"واللواء:الراية، وفى عرفهم لا يمسكها إلا صاحب الجيش ورئيسه، ويحتمل أن تكون بيد غيره بإذنه وتكون تابعة له ومتحركة بحركته، تميل معه حيث مال، لا أنه يمسكها بيده، إذ هذه الحالة أشرف۔

وفى استعمال العرب عند الحروب، إنما يمسكها صاحبها، ولا يمنعه ذلك من القتال بها، بل يقاتل بها ممسكا لها أشد القتال، ولذا لا يليق بإمساكها كل أحد، بل مثل على رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ، كما قال لأعطين الراية غدا رجلا يحب الله وسوله، ويحبه الله ورسوله۔"(۱)

''''لوا'' جھنڈے کو کہتے ہیں اور عرف میں یہ جھنڈا لشکر کے قائد اور رئیس کے پاس ہوتا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس کی اجازت سے کسی دُوسرے کے ہاتھ میں ہو اور وہ اس کے تابع ہو اس کے حرکت کرنے سے حرکت کرے وہ جدھر جھکے ادھر ہی جھکے یہ مطلب نہیں کہ وہ خود اسے اپنے ہاتھ میں اُٹھائے کیونکہ یہ حالت زیادہ شرف والی ہے۔

اہلِ عرب کے ہاں لڑائیوں میں اس کا استعمال تھا کہ وہ لشکر کا رئیس اسے خود اُٹھاتا اور اس کی وجہ سے لڑنے میں رکاوٹ نہیں ہوتی تھی بلکہ وہ اسے اُٹھائے ہوئے شدت سے لڑتا تھا اسی لیے ہر ایک اسے اُٹھانے کے لائق نہیں ہوتا تھا بلکہ وہ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ جیسے

۱:''المواهب اللدنية بالمنح المحمدية''۳: ۲۳۴۔''المقصد العاشر'' الفصل الثالث فى تفضيله صلى الله عليه وسلم فى الآخرة الخ، المكتبة التوفيقية، القاهرة۔

لوگ ہوتے تھے جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتا ہے۔"

شارح بخاری علامہ قسطلانی کی اس عبارت سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ لشکر کا جھنڈا اُٹھانا جھنڈا اُٹھانے والے کی عزت و شرف کی علامت ہوتی ہے۔

"لوا" سے مراد "لواء الحمد" ہے:

مذکورہ شعر میں جس "لوا" کا ذِکر کیا گیا ہے اس سے مراد "لواء الحمد" ہے۔ اب اس پر احادیث میں سے دلائل پیش کیے جا رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"وأنا حامل لواء الحمد يوم القيامة ولا فخر۔"(۲)

"اور میں قیامت کے دن جھنڈا اُٹھانے والا ہوں اور میں یہ فخریہ نہیں کہتا۔"

حضرت عبداللہ بن سلام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"أنا سيد ولد آدم يوم القيامة ولا فخر وأول من تنشق عنه الأرض وأول شافع ومشفع بيدي لواء الحمد تحتي آدم فمن دونه۔"(۳)

"میں قیامت کے دِن میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور میں یہ فخریہ نہیں کہتا اور میرے لیے ہی سب سے پہلے زمین شق ہوگی اور سب سے پہلے شفاعت کرنے والا میں ہی ہوں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا جس کے نیچے آدم عَلَیْہِ السَّلَام سمیت سب ہوں گے۔"

حضرت عبادہ بن الصامت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"أنا سيد الناس يوم القيامة ولا فخر ما من أحد إلا وهو تحت لوائي يوم القيامة ينتظر الفرج۔"(۴)

"قیامت کے دِن میں تمام لوگوں کا سردار ہوں گا اور میں یہ فخریہ نہیں کہتا اور قیامت کے دِن ہر شخص میرے لواء کے نیچے کشادگی کا منتظر ہوگا۔"

حضرت ابوسعید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"أنا سيد ولد آدم يوم القيامة وبيدي لواء الحمد ولا فخر وما من نبي يومئذ آدم فمن سواه إلا تحت لوائي۔"(۵)

"قیامت کے دِن میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور میں یہ فخریہ نہیں کہتا اور اس دِن حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام اور تمام انبیاء میرے لواء کے نیچے ہوں گے۔"

امام ترمذی فرماتے ہیں:

"هذا حديث حسن صحيح۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"وبيدي لواء الحمد ولا فخر آدم فمن دونه تحت لوائي۔"(۶)

"اور میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور میں یہ فخریہ نہیں کہتا، آدم عَلَیْہِ السَّلَام اور ان کے علاوہ سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔"

۲: "الجامع الصحيح سنن الترمذي" ۵: ۵۸۷، كتاب المناقب، باب في فضل النبي صلى الله عليه وسلم، رقم: ۳۶۱۶، دار إحياء التراث العربي، بيروت۔

۳: "صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان" ۱۴: ۳۹۸، باب ذكر الإخبار بأن الأنبياء أولهم وآخرهم يكونون في القيامة تحت لواء المصطفى صلى الله عليه وسلم، رقم: ۶۴۷۸، مؤسسة الرسالة بيروت۔

۴: "المستدرك على الصحيحين" ۱: ۸۳ كتاب الايمان، رقم: ۸۲ دار الكتب العلمية بيروت۔

۵: "الجامع الصحيح سنن الترمذي" ۵: ۵۸۷، باب في فضل النبي صلى الله عليه وسلم، رقم: ۳۶۱۵، دار إحياء التراث العربي بيروت۔

۶: "مسند الإمام أحمد بن حنبل" ۴: ۳۳۰، مسند عبد الله بن العباس رضي الله عنهما، رقم ۲۵۴۶ مؤسسة الرسالة بيروت۔

قیامت کے دن نبی کریم ﷺ تمام بنی آدم کے سردار ہوں گے:

حضرت انس رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"وأنا قائدهم إذا وفدوا۔"(۷)

''جب سب لوگ وفد کی صورت میں ہوں گے تو میں ان کا قائد ہوں گا۔''

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ، صحیح ابن حبان میں حضرت عبداللہ بن سلام اور جامع ترمذی میں حضرت ابی سعید رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا سے مروی ہے:

"أنا سيد ولد آدم يوم القيامة۔"(۸)

''قیامت کے دِن میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔''

امام ترمذی فرماتے ہیں:

"هذا حديث حسن صحيح۔"

تیسری روایت میں ہے:

"أنا سيد الناس يوم القيامة ولا فخر۔"(۹)

''قیامت کے دِن میں تمام لوگوں کا سردار ہوں گا اور میں یہ فخریہ نہیں کہتا۔''

اولین وآخرین آپکے مقام کی رفعت پر رشک کریں گے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"أقوم عن يمينه مقاما لا يقومه أحد غيري يغبطني به الأولون والآخرون۔"(۱۰)

''میں دائیں جانب اعلیٰ مقام پر کھڑا ہوں گا جہاں میرے سوا اور کوئی نہیں ہوگا، اوّلین وآخرین مجھ پر رشک کریں گے۔''

دوسری روایت میں یوں ہے:

"أقوم عن يمين الله عز وجل مقاما يغبطني فيه الأولون والآخرون۔"(۱۱)

''میں اللہ عزوجل کے دائیں جانب اعلیٰ مقام پر کھڑا ہوں گا جہاں اوّلین وآخرین مجھ پر رشک کریں گے۔''

امام حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور لکھا ہے:

"هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه۔"

صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"يومئذ يبعثه الله مقاما محمودا يحمده أهل الجمع كلهم۔"(۱۲)

''اس دن اللہ تعالیٰ آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا جہاں تمام اہلِ محشر آپ کی تعریف کریں گے۔''

----جاری ہے----

۷: "مشکوٰۃ المصابیح" ۲:۵۲۳، باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، الفصل الثانی، رقم:۵۵۱۴، مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

۸: "صحیح مسلم" ۳:۱۷۸۲ باب تفضیل نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علی جمیع الخلائق، رقم:۲۲۷۸، دار إحیاء التراث العربی بیروت ـ و "الجامع الصحیح سنن الترمذی" ۵:۵۸۷، باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم:۳۶۱۵، دار إحیاء التراث العربی بیروت ـ و "صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان" ۱۴:۳۹۸، باب ذکر الإخبار بأن الأنبیاء أولہم وآخرہم یکونون فی القیامۃ تحت لواء المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم:۶۴۷۸، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت۔

۹: "المستدرک علی الصحیحین" ۱:۸۳، کتاب الایمان، رقم:۸۲ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

۱۰: "مسند الإمام أحمد بن حنبل" ۱:۳۹۸، مسند عبد اللہ بن مسعود، رقم :۳۷۸۷، مؤسسۃ قرطبۃ مصر ـ و "المعجم الکبیر" ۱۰:۸۰ باب، رقم:۱۰۰۱۷، مکتبۃ الزہراء الموصل۔

۱۱: "المستدرک علی الصحیحین" ۲:۳۹۶، باب ومن تفسیر سورۃ بنی اسرائیل، رقم:۳۳۸۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

۱۲: "صحیح البخاری ومعہ حاشیۃ علیہ للإمام أبی الحسن السندی ثم المدنی" ۱:۱۹۹ کتاب الزکوٰۃ، باب من سأل الناس تکثرا، قدیمی کتب خانہ کراچی۔ "صحیح البخاری ومعہ حاشیۃ علیہ للإمام أبی الحسن السندی وأحمد علی السہانفوری" ۱:۲۸۲ کتاب الزکوٰۃ، باب من سأل الناس تکثرا، رقم :۱۴۷۴، مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّت میں امام اہلسنّت قائدِ ملّتِ اسلامیہ

الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار

ڈاکٹر علامہ قاری محمد رمضان نجم الباری

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖن۔وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْن۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآاَحَدٍمِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ۔

"قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ کَذَّابُوْنَ کُلُّهُمْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ وَاَنَاخَاتَمُ النَّبِیّٖیْنَ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ۔"(۱)

اللہ تعالیٰ کی حمد اور جناب رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر درود وسلام۔۔۔۔اللہ عزوجل شانہ نے اپنی حکمت کاملہ سے تخلیق کائنات میں یہ اصول جاری فرمایا ہے کہ وہ ہر چیز کو بتدریج تکمیل کے مختلف مراحل سے گزار کر نقطہ کمال تک پہنچاتا ہے۔اسی لئے قرآن حکیم کی پہلی آیت ہی میں اُس نے اپنے آپ کو"رَبِّ الْعٰلَمِیْن" فرمایا ہے اور رب کا معنیٰ ہے کسی چیز کو بتدریج کمال تک لے جانے والا۔

سلسلہ رشد وہدایت میں بھی یہی اصول جاری وساری ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ ہدایت، تبلیغِ احکام اور بعثت انبیاء کو جناب حضرت آدم عَلَیْهِ السَّلَام سے شروع فرمایا اور جناب ختمی مرتبت، فخر رسالت حضور رحمت دوعالم ﷺ کی ذات اقدس پر اس کو مکمل واکمل فرما کر ختم فرمادیا۔اور اس کا فیصلہ ابوالبشر جناب آدم عَلَیْهِ السَّلَام کی جسمانی تکمیل سے بھی پہلے ہوا جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

"عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ، اِنِّیْ عِنْدَاللّٰهِ مَکْتُوْبٌ بِخَاتِمِ النَّبِیّٖیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ طِیْنَتِهٖ۔"(۲)

"میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اُس وقت خاتم النبیین کا منصب حاصل کرچکا تھا جب کہ ابھی جناب آدم کا جسم بشری تیاری کے مراحل میں تھا۔"

لیکن عملی طور پر آپ ﷺ کو سب نبیوں کے آخر پر بھیج کر "قرآن کریم" میں آپ کے اس منصب عظیم کو یوں بیان فرمایا گیا:

"مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط۔"(۳)

"محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں (کہ اُن کے بعد سلسلہ نبوت ان کی اولاد میں جاری ہو) لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے سلسلہ کو ختم فرمانے والے ہیں۔"

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ، جیسے اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے تاکہ الوہیت اولاد میں منتقل نہ ہو۔ایسے ہی حضور نبی کریم ﷺ کی بالغ مذکر اولاد باقی نہیں رکھی گئی تاکہ نبوت اُن کی طرف منتقل نہ ہو اور سلسلہ نبوت کے اجراء کو ہمیشہ کیلئے بند کردیا جائے کیونکہ آپ ﷺ روز ازل سے ہی ختم نبوت کا تاج پہن کر خاتم النبیین کا منصب رفیع حاصل کرچکے

۱: امام ترمذی، السنن، کتاب الفتن، باب ماجآئ لاتقوم، الساعۃحتی یخرج کذابون، رقم الحدیث: ۲۲۱۹، مطبع داراجیاالتراث، بیروت۔

۲: "ابن حبان، محمدبن حبان، الصحیح، جلد: ۱۴، رقم: ۶۴۰۴، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ، ۱۹۹۳، بیروت۔

۳: "سورۃ الاحزاب" آیت: ۴۰، پارہ: ۲۲۔

ہیں۔ جیسے نبوت کو آپ پر مکمل فرمادیا گیا ہے ایسے ہی دین اسلام کو بھی آپ کے ذریعے مکمل فرما کر یہ اعلان فرمادیا گیا:

"اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔"(۴)

"آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی ہے اور دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کیا ہے۔"

یہ ایسی عظیم نعمت ہے جو کہ اس امت کے حصے میں آئی ہے اب یہی کامل و مکمل دین اور تعلیمات محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات بھی تاقیامت جاری وساری رہیں گی۔ جیسے نبی کریم ﷺ کی نبوت تاقیامت ہے، آپکی تعلیمات بھی تاقیامت واجب العمل ہیں۔اسی لئے پہلی کتابوں اور صحیفوں کو محفوظ نہیں رکھا گیا کیونکہ اُن میں جو تعلیمات تھیں وہ ہمیشہ کیلئے نہ تھیں، جب کہ "قرآن حکیم" میں بیان فرمودہ تعلیمات تاقیامت واجب العمل تھیں۔اسلئے فرمایا:

"اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔"(۵)

"بے شک قرآن حکیم کو نازل بھی ہم نے کیا اور اس کی حفاظت بھی ہمارے ہی ذمہ ہے۔"

علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

نوع انسان را پیام آخریں
حامل او رحمۃ للعلمین

ختم نبوت کا عقیدہ جو "قرآن حکیم" کی متعدد آیات اور بے شمار احادیث سے واضح اور قطعیت کے ساتھ ثابت ہے۔اسلام کا بنیادی اور بہت ہی اہمیت کا حامل عقیدہ ہے۔اگر اس کو عقائد اسلامیہ میں سے نکال دیا جائے تو نہ قرآن محفوظ ہو سکتا ہے اور نہ ہی ذخیرہ احادیث کی کوئی اہمیت رہتی ہے۔گویا کہ پورے کا پورا دین اسلام ختم ہو کر رہ جائے۔اس لئے قرآن، سنت اور دین اسلام کی جملہ تعلیمات کا محافظ یہی عقیدہ ختم نبوت ہے۔یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ظاہری دور مبارک سے لے کر آج تک ہر مسلمان اپنی جان مال، اور اولاد اور ہر چیز سے زیادہ اس بنیادی عقیدہ کے تحفظ کیلئے ہمیشہ کمربستہ رہا ہے۔اور تحریک تحفظ ختم نبوت دور اوّل سے لے کر آج تک مسلسل پوری قوت کے ساتھ چل رہی ہے۔چونکہ نبی کریم ﷺ نے خود ارشاد فرما کر پوری امت کو آگاہ فرمادیا کہ میرے وصال کے بعد کچھ لوگ وقتاً فوقتاً ختم نبوت میں خلل ڈالنے اور اس کی اہمیت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے اور جھوٹی نبوت کا دعویٰ کریں گے۔اسلئے سب سے پہلے خلیفہ جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باقاعدہ سرکاری طور پر عملاً تحفظ ختم نبوت کی تحریک کی بنیاد رکھ دی اور سرکاری طور پر سب سے پہلے جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منکرین ختم نبوت کے خلاف غیر مسلم اقلیت کا فتویٰ جاری فرمایا اور اعلان فرمایا کہ ہم اپنی جانوں کیساتھ اس عقیدت کا تحفظ کریں گے اور پھر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پوری جماعت اس تحریک کی ممبر بنی اور اُس وقت کے جھوٹے نبیوں کے خلاف جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر جلیل القدر صحابہ کرام میدانِ جنگ میں اترے اور یا محمد یا رسول اللہ کا نعرہ لگاتے ہوئے جھوٹے مدعیان نبوت کو واصل فی النار کر کے یہ ثابت کر دیا کہ عقیدہ ختم نبوت ایسا بنیادی اور ضروری عقیدہ ہے کہ اس کا تحفظ قرآن کا تحفظ ہے۔اس کا تحفظ سنت کا تحفظ ہے۔اس کا تحفظ ایمان کا تحفظ ہے، اور اس کا تحفظ عظمت مصطفےٰ ﷺ کا تحفظ ہے۔دیگر اسلامی تحریکیں سرد پڑتی رہی ہیں، کمزور ہوتی رہی ہیں اور ختم بھی ہوتی رہی ہیں، لیکن جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قائم کردہ یہ تحریک تحفظ ختم نبوت ہر دور میں مسلسل سرگرم عمل رہی ہے اور ہر مسلمان عملاً اس کا ممبر اور رکن رہا ہے اور ہمیشہ علماء حق اہلسنت وجماعت نے اس کی قیادت فرمائی ہے۔

اسود عنسی ہو، طلیحہ اسدی، مسیلمہ کذاب ہو، سجاح تیمی ہو، مختار ثقفی ہو، حارث بن سعید ہو، مغیرہ بن سعید عجلی ہو، بیان بن سعید تیمی ہو، ابو منصور عجلی ہو یا پھر بدترین زمانہ غلام احمد قادیانی ہو۔جب بھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے مسلمانوں نے اس سے دلائل طلب کرنے کو بھی کفر قرار دیا

۴:"سورۃ المائدہ" آیت:۳، پارہ:۶۔
۵:"سورۃ الحجرات" آیت:۹، پارہ:۱۴۔

ہے۔ اور تقریر و تحریر اور تحریک و تنظیم سے سرکاری طور پر یا اُسے قتل کر دیا یا قبول اسلام پر مجبور کیا یا پھر پوری دنیا میں اُس کے جھوٹ کو ایسا آشکار کیا کہ وہ دنیا کا سب سے کذاب ترین انسان ٹھہرا۔ امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے جانشین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان اور اُن کے جانشینوں، سفیر اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی، مولانا الیاس برنی، سید احمد سعید کاظمی، پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، مولانا محمد عبدالستار خان نیازی اور خصوصاً قائد اہلسنت امام الشاہ احمد نورانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن اور آپکی جماعت جمعیت علماء پاکستان نے تحریک تحفظ ختم نبوت کو ایسی کامیابی کیساتھ رواں دواں کیا کہ دور صدیقی جیسی اثرات وفوائد مرتب ہوئے اور منکرین ختم نبوت ایک مرتبہ پھر سرکاری سطح پر غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

چونکہ اس تحریک میں قائد اہلسنت امام شاہ احمد نورانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا کردار کلیدی اور ایک منفرد نوعیت کا ہے۔ جسے صدیقی کردار سے کئی طرح سے مشابہت و مماثلت ہے اسلئے آپ کی چند منفرد اور معروف خدمات کا تذکرہ کرنا اور ان کو خراج تحسین پیش کرنا ضروری ہے۔ تاکہ ہر مسلمان کو علم ہو کہ ماضی قریب میں کس عبقری شخصیت نے دور صدیقی کی یاد تازہ کر کے، تحریک تحفظ ختم نبوت کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔

قادیانی جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں بلکہ اُسے تمام نبیوں سے افضل سمجھتے ہیں یہ ایسا فتنہ ہیں جو نہ صرف اسلام کے دشمن ہیں بلکہ اسلامی ممالک خصوصاً پاکستان کے بدترین دشمن ہیں۔ اور آج بھی یہ پاکستان کو بھارت میں ضم کرنے کی کوشش میں ہیں۔ (۶)

اسی وجہ سے تحریک پاکستان میں اس تحریک کے خلاف اور پاکستان بن جانے کے بعد ملک کے خلاف سازشوں میں مصروف رہے اور آج بھی ملک دشمن سازشوں میں انہیں کا ہاتھ ہو سکتا ہے۔ مرزائی وزیر خارجہ ظفر اللہ خان نے اپنی وزارت سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور قادیانیت کے فروغ میں اپنی پوری کوشش صرف کی۔

دوسری طرف ریاست جموں کشمیر آزادی میں قادیانیوں کی خفیہ سازشیں رکاوٹ بنیں۔ بلوچستان کو احمدی قادیانی صوبہ بنانے کی سازش کی گئی۔ (۷)

پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کو قادیانیوں نے شہید کرایا۔ ۱۹۶۵ء میں قادیانیوں نے ہندوستان کی فوج کی خفیہ مدد کی۔ مشرقی پاکستان قادیانی (مولوی نذیر احمد، سورج بادلوں کی اوٹ میں، صفحہ ۹۸) سازش سے الگ ہوا۔

اس وقت بھی جب یہودی ایم ایم احمد قادیانی کے ذریعے ملک کے خلاف سازش کر رہے تھے۔ امام نورانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے حکومت کو متنبہ کر دیا تھا کہ اس مرزائی ایم ایم احمد کو فوراً حکومت سے علیحدہ کر دیا جائے ورنہ ملک ٹوٹ جائے گا کیونکہ نئی دہلی اور تل ابیب اسرائیل میں جو پاکستان توڑنے کی سازش تیار کی گئی ہے، ایم ایم احمد قادیانی اس میں ملوث ہے۔ (۸)

دوسری طرف امام نورانی اس تحریک میں متحرک و فعال ہوئے اور ہر جگہ اس فتنے کا تعاقب کیا، انکی ہر سازش کا پردہ چاک کیا۔ ۱۹۵۲ء میں آل پاکستان مسلم پارٹیز کانفرنس نے جو علماء بورڈ تشکیل دیا اس میں بھی علامہ امام الشاہ احمد نورانی کو بطور خاص شامل کیا گیا۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے تمام پروگرامز میں امام نورانی اہلسنت و جماعت کے نمائندہ اور ایک مفکر و دانش کے طور پر شریک رہے اور قادیانیوں کے خلاف چلنے والی تحریک تحفظ ختم نبوت کو بہت قریب سے نہ صرف دیکھتے رہے بلکہ سرگرم ممبر کی حیثیت سے اپنی جدوجہد فرماتے رہے اور ایسے موقع کی تلاش میں رہے کہ اس فتنہ کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دیا جائے۔ چنانچہ جب آپ قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے اور دوسری طرف ۱۹۷۴ء میں سانحہ ربوہ پیش ہوا تو آپ پوری قوت کیساتھ اسمبلی کے فلور پر چھا گئے۔ ۶ جون ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی کے سپیکر صاحبزادہ فاروق علی خان نے سانحہ ربوہ سے متعلق پیش کردہ تحریک التوا کو خلاف ضابطہ قرار دیا تو، علامہ نورانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

۶: "مرزا محمود" الفضل، ۲۱ مئی ۱۹۴۷ء۔
۷: "مرزا محمود الفضل اخبار" قادیان، ۱۳ اگست ۱۹۴۵ء۔
۸: "محمد احمد ترازی" تحریک تحفظ ختم نبوت، صفحہ: ۲۰۵۔

کے حکم پر اپوزیشن نے اسمبلی سے علامتی واک آؤٹ کیا اور اس کے بعد ۸ جون کو حزب اختلاف نے بجٹ اجلاس کا بھی بائیکاٹ کر دیا۔

۹ جون ۱۹۷۴ء کو امام نورانی نے اٹھارہ مذہبی و سیاسی جماعتوں پر مشتمل آل پاکستان مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا پلیٹ فارم تشکیل دیا۔ جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء اور دانشور شامل ہوئے۔ اس طرح ایک ہی وقت میں جمعیت علماء پاکستان، جماعت اہلسنت اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارمز سے فتنہ قادیانیت کے خلاف اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے امام نورانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فضاء ہموار فرمائی۔ ایک زور دار اور مسلسل تحریک کے بعد وہ تاریخی مرحلہ شروع ہوا کہ جب قومی اسمبلی میں امام نورانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ جو جمعیت علماء پاکستان کی پارلیمانی کمیٹی کے لیڈر تھے نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی باقاعدہ قرارداد ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو پیش فرمائی۔ اب اس قرارداد پر ابتداء میں صرف ۲۲ ارکان اسمبلی نے اور پھر ۳۷ ارکان نے دستخط کئے۔

ارکان اسمبلی اور خصوصاً ذوالفقار علی بھٹو جو حکومت کے سربراہ تھے ان کو اس مسئلے کیلئے قائل کرنا بہت ہی مشکل کام تھا۔ مفتی محمود جیسا آدمی بھی ابتداء میں اس قرارداد سے متفق نہ تھا بلکہ وہ انجام سے خوفزدہ تھا۔ جمعیت علماء اسلام دیوبند مسلک کے دو ارکان اسمبلی مولوی غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم نے اس قرارداد کی حمایت کرنے اور دستخط کرنے سے صاف انکار ہی کر دیا اور ہمیشہ کیلئے اس سعادت سے محروم رہے۔ لیکن یہ مولانا نورانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا حوصلہ وجرأت ایمانی، فیض صدیقی اور خداداد صلاحیت تھی کہ آپ نے ان دو مولویوں کے علاوہ تمام ارکان اسمبلی اور خصوصاً ذوالفقار علی بھٹو کو بھی قائل کر لیا اور سب پر دلائل سے واضح کیا کہ یہ صرف مذہب اور ایمان کا ہی مسئلہ نہیں بلکہ ملک کی سلامتی اور بقاء بھی اسی میں ہے کہ اس فتنے کا ابھی سے سر کچل دیا جائے۔

پھر پوری دنیا نے دیکھا کہ پاکستان پیپلز پارٹی جسے ایک سیکولر پارٹی سمجھا جاتا تھا تو اس سے سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نسبی اور روحانی فرزند نے کیسے عظمت مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے تحفظ کا کام کیا۔ مولانا امام نورانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے کردار کی وجاہت کا عالم یہ ہے کہ خان عبدالولی خان اور غوث بخش بزنجو نے تو قرارداد کا متن پڑھے بغیر ہی امام نورانی کی نورانی شکل اور نورانی کردار کو دیکھ دستخط کر دیے اور حمایت کا برملا اعلان کر دیا۔

دوسری طرف قادیانیت نے آخری کوشش کے طور پر اسمبلی میں آ کر اپنا دفاع کرنے کیساتھ ساتھ دولت وثروت سے امام نورانی کو خریدنے کی کوشش کی تو امام نورانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے جو جواب دیا وہ لوح دل پر ایمان کے قلم سے لکھنے کے قابل ہے۔ فرمایا:

''ہم بازارِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم میں فروخت ہو چکے ہیں۔ اور اس بازار میں جو بک جاتے ہیں تو پوری دنیا کی دولت بھی اس کی قیمت نہیں بن سکتی اور تاقیامت اُسے کوئی خرید نہیں سکتا۔''

اور جب مرزا اسمبلی میں آیا تو امام نورانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی طرف سے کئے گئے سوالات نے اس کے ہوش وحواس اڑا دیے اور پھر پوری اسمبلی نے امام نورانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے نورانی مؤقف کی تائید کرتے ہوئے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ قادیانی بلاشک بدترین کافر، اسلام کے خطرناک دشمن اور ملک کے غدار ہیں۔

اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید وتصدیق غیبی کا ظہور ہوا کہ جب مرزا ناصر اپنا جھوٹا محضر نامہ پڑھ رہا تھا کہ اوپر سے کسی پرندے کا غلاظت وگندگی سے لتھڑا ہوا پر اس کے کاغذ پر گرا اور گندگی سے اُسے بھر دیا جس سے مرزا کانپنے لگا اور اہل ایمان عشق رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم میں ڈوب گئے اور ان کے ایمان میں پختگی پیدا ہوگئی۔

یہ تاریخی فیصلہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ہوا اسلئے تمام اہل اسلام کو چاہئے کہ اس دن کو یوم ختم نبوت کے طور پر منائیں تا کہ اس دن کی یاد بھی تازہ ہوتی رہے اور ساتھ ساتھ ایمان بھی تازہ اور پختہ ہوتا رہے۔

یا اللہ ان قائدین تحریک تحفظ ختم نبوت کے درجات بلند فرما اور ہمیں اُن کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے محبوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی عظمت کے تحفظ کیلئے اپنی جان مال، اولاد بلکہ سب کچھ قربان کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

قربانی اور اسکے مسائل

پیشوائے اہلسنت، علامہ پیر محمد افضل قادری

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

"وَعَنۡ زَيۡدِ بۡنِ اَرۡقَمَ قَالَ قَالَ اَصۡحَابُ رَسُوۡلِ اللهِ ﷺ يَارَسُوۡلَ اللهِ! مَاهٰذِهِ الۡاَضَاحِيُّ؟ قَالَ: سُنَّةُ اَبِيۡكُمۡ اِبۡرَاهِيۡمَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ۔ قَالُوۡا: فَمَا لَنَا فِيۡهَا يَا رَسُوۡلَ اللهِ؟ قَالَ: بِكُلِّ شَعۡرَةٍ حَسَنَةٌ۔ قَالُوۡا: فَالصُّوۡفُ يَارَسُوۡلَ اللهِ؟ قَالَ: بِكُلِّ شَعۡرَةٍ مِّنَ الصُّوۡفِ حَسَنَةٌ۔"(۱)

"حضرت زید بن ارقم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنۡهُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ فرمایا: تمہارے باپ حضرت ابراہیم عَلَیۡهِ السَّلَام کی سنت۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان میں ہمیں کیا ملے گا؟ فرمایا: ہر بال کے عوض نیکی۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اون؟ تو آپ نے فرمایا: اون کے ہر بال کے عوض نیکی۔"

اضحیہ (قربانی) کیا ہے؟

سنت ابراہیمی میں اللہ تعالیٰ سے ثواب پانے کی نیت سے دس، گیارہ اور بارہ ذوالحج کی تاریخوں میں مخصوص جانور (اونٹ، گائے، بھینس، بکرا، دنبہ، بھیڑ) ذبح کرنا، قربانی کرنا ہے۔

قربانی کے فضائل:

سیدنا امام حسین رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنۡهُ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص دل کی خوشی سے اور ثواب پانے کی نیت سے قربانی کرے تو قربانی اس شخص کے لیے آگ سے رکاوٹ بن جائے گی۔"

ایک حدیث میں فرمایا:

"قربانی کے جانوروں کو خوب پالو! کہ وہ پل صراط پر تمہارے لیے سواری ہوں گے۔"

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا:

"قیامت کے روز قربانی ایک خوبصورت جانور کی شکل میں قبر پر کھڑی ہوگی اور قربانی دینے والے کو اپنے اوپر سوار کر کے عرش معلیٰ کے سایہ تلے پہنچائے گی۔"

قربانی کا وجوب واہمیت:

امام اعظم امام ابوحنیفہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنۡهُ کے نزدیک قربانی واجب ہے کیونکہ قرآن مجید میں "وانحر" یعنی قربانی کیجئے! صیغہ امر کے ساتھ قربانی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

نیز ارشاد نبوی ہے:

"جسے گنجائش ہو اور قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنۡهُمَا سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا، اور قربانی کرتے رہے۔"

ایک اور حدیث ہے:

"نبی اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے دو بکرے جو کہ خصی، چتکبرے اور سینگ والے تھے، ذبح فرمائے۔ ایک بکرا اپنی طرف سے ذبح فرمایا اور دوسرا اپنی امت کی جانب سے۔"

۱: "سنن ابن ماجه" كتاب الاضاحی، باب ثواب الاضحية، حديث نمبر: ۳۱۱۸۔

ایک روایت میں ہے کہ امیر المومنین حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ نے عید الاضحی کے روز دو بکرے ذبح فرمائے، تو کسی مسلمان کے پوچھنے پر فرمایا:

"مجھے رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ میں آپکی طرف سے قربانی کیا کروں۔ لہذا میں حضور ﷺ کیطرف سے قربانی کر رہا ہوں۔"

قربانی کس پر واجب ہے؟

جس مرد یا عورت میں یہ شرائط پائی جائیں اس پر قربانی واجب ہے:

مسلمان ہونا، عاقل ہونا، بالغ ہونا، مقیم ہونا، یعنی ۵۷ میل اور ۴ فرلانگ (تقریبا ۹۲ کلومیٹر) مسافت کے سفر میں نہ ہونا، حاجت اصلیہ (یعنی ضرورت کی چیزیں مثلاً مکان، لباس، استعمال کے برتن، سواری، اوزار وغیرہ) کے علاوہ ساڑھے ۵۲ تولے چاندی کی قیمت کی نقدی یا سامان تجارت یا کسی اور نصاب کا مالک ہونا۔

قربانی کیوں واجب کی گئی؟

قربانی کو واجب کرنے کی اہم حکمت یہ ہے کہ جد الانبیاء سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کی مثالی سیرت طیبہ جو کہ ایثار و قربانی اور جہاد سے عبارت ہے، کی یاد تازہ کر کے آپ کی اتباع کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ جیسا کہ حدیث بالا سے ظاہر ہے۔

قربانی کا طریقہ:

بہتر یہ ہے کہ خود ذبح کرے اگر خود نہ جانتا ہو تو کسی صحیح العقیدہ، سنی مسلمان کو اپنی طرف سے ذبح کرنے کیلئے کہے۔ اور بوقت ذبح خود موجود رہنا زیادہ بہتر ہے۔ ذبح کرنے والے کیلئے تکبیر ذبح "بسم اللہ، اللہ اکبر" کہنا لازم ہے اور یہ کلمات کہنا مسنون ہے:

"اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لَاشَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ وَمِنْكَ، بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔

قربانی کے اہم مسائل

مسئلہ: ۱

اونٹ کیلئے پانچ سال، گائے بھینس کے لیے دو سال، بکری کیلئے ایک سال کا ہونا ضروری ہے۔ اگر عمر اس سے ایک دن بھی کم ہو تو قربانی جائز نہیں ہوگی۔ بھیڑ بھی ایک سال کی ہونی چاہئے، لیکن اس میں یہ تخفیف فرمادی گئی کہ چھ ماہ سے زیادہ عمر کی بھیڑ (بشرطیکہ اتنی صحتمند اور موٹی ہو کہ دیکھنے میں ایک سال کی محسوس ہوتی ہو۔) کی قربانی جائز ہے۔

مسئلہ: ۲

اندھے، کانے، لنگڑے، نہایت لاغر، ایک تہائی سے زیادہ کان یا دم کٹے، جس کا سینگ جڑ سے مع گودے کے ٹوٹ گیا ہو، جو جانور گندگی کھاتا ہو اور اسکے جسم سے بدبو آتی ہو، جسکے نصف یا زیادہ تھن سوکھ چکے ہوں، جسکے زیادہ دانت نہ ہوں اور ناک کٹے کی قربانی جائز نہیں۔

مسئلہ: ۳

گائے، بھینس اور اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ چاہے سب قربانی کرنیوالے ہوں اور چاہے بعض قربانی کرنے والے اور بعض عقیقہ کرنے والے۔ لیکن کسی ایسے شخص کو شامل نہ کیا جائے جو بدمذہب یعنی مرزائی، وہابی، شیعہ وغیرہ ہو، یا محض گوشت کیلئے حصہ ڈال رہا ہو۔ ورنہ کسی کی بھی قربانی نہیں ہوگی۔

مسئلہ: ۴

جس پر قربانی واجب ہو، اسے پہلے اپنی واجب قربانی ادا کرنی چاہئے، پھر اگر مزید توفیق ہو تو نفلی قربانیاں کرے۔ حضور نبی اکرم ﷺ ایک قربانی اپنی طرف سے اور ایک اپنی امت کی طرف سے کرتے تھے۔ اگر توفیق ہو تو اپنا واجب ادا کرنے کے بعد آقائے نعمت حضور نبی اکرم ﷺ اور اپنے بزرگوں بالخصوص والدین کو ایصال ثواب کیلئے قربانی کرے۔

مسئلہ: ۵

یہ جو مشہور ہے کہ گھر میں ایک آدمی قربانی کردے تو سب

کا واجب ادا ہو جاتا ہے، غلط ہے۔ گھر میں جتنے مردوں یا عورتوں میں قربانی کے واجب ہونے کی شرطیں پائی جائیں، ان سب کو اپنی اپنی طرف سے علیحدہ علیحدہ قربانی کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: ۶

قربانی حج کی طرح عمر میں صرف ایک بار واجب نہیں ہے، بلکہ ہر سال قربانی واجب ہے۔

قربانی کی کھالیں:

قربانی کی کھال کو باقی رکھتے ہوئے مصلی، مشکیزہ یا ڈول وغیرہ بنا کر خود بھی استعمال کر سکتا ہے اور کسی کار خیر میں بھی دے سکتا ہے۔ لیکن قربانی کی کھال کو بیچ دینے کی صورت میں اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ سکول، نالی، قبرستان، یا مسجد میں اسے خرچ نہ کیا جائے۔ ایسے ہی قربانی کی کھال قصاب کو معاوضے میں نہ دے اور نہ ہی امام مسجد کو امامت کے صلہ میں دے۔ البتہ اگر امام مسجد ضرورت مند ہو تو اس بناء پر دے سکتا ہے۔

نوٹ:

یاد رہے اس پر فتن دور میں چرم قربانی، زکوۃ وصدقات کا بہترین مصرف دینی مدارس کے طلبہ ہیں۔ اس میں دوہرا ثواب ہے، ایک صدقہ جاریہ کا اور دوسرا دین مصطفی ﷺ کی خدمت اور اشاعت وترویج کا۔

قربانی اور پرویزی فتنہ:

منکرین حدیث اور یہودیوں کے ایجنٹ غلام احمد پرویز کے پیروکار اور کمیونسٹ قسم کے لوگ جو کہ غیر محسوس طریقے سے اسلام کو مسخ کر رہے ہیں اور اسی ضمن میں یہ لوگ قربانی کی بھی مخالفت کرتے ہیں۔ اور نبی اکرم ﷺ کی اس سنت متواترہ کے خلاف کہتے ہیں کہ قربانی صرف حج میں واجب ہے، حاجیوں کے علاوہ دیگر مسلمانوں کو قربانی نہیں کرنی چاہیے، یہ پیسہ کسی مفید مقصد میں خرچ کرنا چاہیے۔ نیز یہ کہ قربانی سے ہر سال لاکھوں مویشیوں میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

تو اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ہجرت مدینہ کے بعد صرف ایک حج کیا ہے، لیکن آپ ہر سال قربانیاں فرماتے تھے۔ جس سے ظاہر ہے کہ قربانی حاجیوں کے علاوہ دوسرے مسلمانوں کے لیے بھی مشروع ہے۔

رہا پرویزیوں کا یہ شیطانی وسوسہ کہ قربانی کا پیسہ کسی اور مفید کام میں خرچ کرنا چاہیے۔ اگر پرویزیوں کی یہ بات مان لی جائے تو کل فریضہ حج کے بارے میں کہیں گے کہ حج پر خرچ ہونے والا کھربوں روپیہ کسی اور مفید کام پر خرچ کرنا چاہیے۔ اور اس طرح ایک ایک کر کے تمام شعائر اسلام کو مٹانے کا راستہ ہموار کریں گے۔ لیکن میں عرض کروں گا کہ قربانی پر خرچ ہونے والا پیسہ ضیاع نہیں، بلکہ بہترین عبادت ہے۔ جیسا کہ حدیث بالا سے ثابت ہے کہ قربانی کے ہر بال کے بدلے نیکی کا ثواب ملتا ہے۔ ظاہر ہے یہ ثواب کہیں اور پیسہ خرچ کرنے سے تو نہیں ملے گا۔ پھر قربانی کے گوشت سے مسلمانوں کا فائدہ اٹھانا اور چرم قربانی سے لاکھوں تعلیمی، رفاہی اداروں میں مستحقین کی ضرورتوں کا پورا ہونا اور دیگر دینی ومالی فوائد اس پر مستزاد ہیں۔

پرویزیوں کا یہ شیطانی وسوسہ کہ قربانی سے مویشیوں میں کمی آتی ہے درست نہیں، کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جن جانوروں کی قربانی نہیں کی جاتی، وہ جانور کم ہیں۔ لیکن قربانی والے جانوروں کی ہمیشہ بہتات رہتی ہے۔

دراصل جب یہ جانور اللہ کی محبت میں اللہ کے نام پر قربانی کر دیئے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان مویشیوں میں بے پناہ برکت ڈال دیتے ہیں۔

تعلیم نسواں

مولانا محمد نواز قادری اشرفی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ حَمۡدَ الشَّاکِرِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَآءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ اَکۡرَمِ الۡاَوَّلِیۡنَ وَالۡاٰخِرِیۡنَ حَامِلِ لِوَاءِ الۡحَمۡدِ یَوۡمَ الدِّیۡنِ اَوَّلِ الشَّافِعِیۡنَ وَالۡمُشَفَّعِیۡنَ صَاحِبِ الۡمَقَامِ الۡمَحۡمُوۡدِیۡنَ الۡمَحۡشُوۡرِیۡنَ الَّذِیۡ نُطۡقُہٗ وَحۡیُ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالَّذِیۡ خُلُقُہٗ مِعۡیَارٌ لِلۡحُسۡنِ فِی الۡاَوَّلِیۡنَ وَالۡاٰخِرِیۡنَ رَحۡمَۃٍ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ حَبِیۡبِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیۡنَ الطَّاہِرِیۡنَ وَاَصۡحَابِہِ الرَّاشِدِیۡنَ الۡمَہۡدِیِّیۡنَ وَاَزۡوَاجِہِ الطَّاہِرَاتِ الۡمُطَہَّرَاتِ اُمَّہَاتِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَاَوۡلِیَآءِ اُمَّتِہِ الۡوَاصِلِیۡنَ الۡکَامِلِیۡنَ عُلَمَآءِ اُمَّتِہِ الرَّاسِخِیۡنَ مِنَ الۡمُفَسِّرِیۡنَ وَالۡمُحَدِّثِیۡنَ وَالۡاَئِمَّۃِ الۡمُجۡتَہِدِیۡنَ اَجۡمَعِیۡنَ۔ اَمَّا بَعۡدُ"

تعلیم ہی وہ بنیاد ہے جس پر نوعِ انسانی کے ارتقاء کا دارومدار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ پر نازل ہونے والی پہلی وحی کا پہلا لفظ ہی "اِقۡرَاۡ" تھا۔ جاہلی رسموں میں گندھے ہوئے ماحول میں اسلام نے علم و تعلیم کا ایسا تصور پیش کیا جس نے وحشیوں کو متمدن بنایا، جاہلوں کو معلّم بنایا، چرواہوں کو حکمراں بنایا اور غلاموں کو سلطان بنا کر آقائی کے گر سکھا دیئے۔ صحرائے عرب کے وہی لوگ جو علم کے نام سے بھی واقف نہ تھے، وہی زمانے میں علم و حکمت کے امام بنے۔ جو کل تک ایک دوسرے کے گلے کاٹنا باعثِ افتخار سمجھتے تھے، اخوت ان پر نثار نظر آنے لگی۔ جہاں ہر سو قتل و غارت کی چنگاریاں تھیں، وہاں امن و آشتی کے گلاب دکھائی دینے لگے۔ جہاں ظلم و بربریت کا دور دورہ تھا، وہیں عدل و انصاف کے چرچے ہونے لگے۔ جہاں حسد و کدورت کے اندھیرے تھے، وہیں الفت و محبت کے چراغ روشن ہونے لگے۔ جو بادیہ نشین نوشت و خواند سے بھی نابلد تھے، وہی علم و حکمت کا استعارہ بنے۔ یہی لوگ سیاستداں بھی ہوئے اور حکمراں بھی، قاضی بھی ہوئے اور قانون داں بھی، سپہ سالار بھی ہوئے اور عفت شعار بھی۔ یہ اسی نظریۂ تعلیم کا اثر تھا کہ صرف دو دہائیوں میں دو تہائی دنیا ان کے سامنے سرنگوں ہو چکی تھی اور وقت کی عظیم طاقتوں کے تاج ان کے قدموں کی ٹھوکر پر تھے۔

یہ معلمِ کائنات ﷺ کی اس حسین تعلیم و تربیت کی برکت تھی کہ صرف تیئس سال کی مختصر مدت میں نہ صرف جزیرۂ عرب انقلاب آشنا ہوا، بلکہ خطۂ عجم کی بھی کایا پلٹ گئی۔ پوری دنیائے انسانیت کے لیے رشد و ہدایت کے ایسے چراغ روشن ہوئے جن کی ضیا پاشیوں سے آج بھی انسانیت مستفید ہو رہی ہے۔

بلاشبہ علم شرافت و کرامت اور دارین کی سعادت سے بہرہ مند ہونے کا بہترین ذریعہ ہے، انسان کو دیگر بے شمار مخلوقات میں ممتاز کرنے کی کلید اور رب تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ خلقی اور فطری برتری میں چار چاند لگانے کا اہم سبب ہے؛ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ مقصدِ تخلیق انسانی تک رسائی علم ہی کے ذریعے ممکن ہے، علم ہی کی بدولت انسانوں نے سنگلاخ وادیوں، چٹیل میدانوں اور زمینوں کو مرغزاری عطا کی ہے، سمندروں اور زمینوں کی تہوں سے لاتعداد معدنیات کے بے انتہا ذخائر نکالے ہیں اور آسمان کی بلندیوں اور وسعتوں کو چیر کر تحقیق و اکتشاف کے نت نئے پرچم لہرائے ہیں؛ بلکہ مختصر تعبیر میں کہا جا سکتا ہے کہ دنیا میں رونما ہونے والے

تمام محیر العقول کارنامے علم ہی کے بے پایاں احسان ہیں۔

آج معاشرہ مادی اور سماجی ناہمواری کے جس شدید بحران سے گزر رہا ہے، اس کے کیا اسباب ہیں اور اس صورتحال کو کس طرح بہتر بنایا جا سکتا ہے؟ اس موضوع پر بحث کے کئی رخ ہیں۔ ان میں سے ایک رخ معاشرے کی تشکیل میں خواتین کا کردار ہے۔ بالخصوص مسلم معاشروں میں یہ بحث بڑی وسعت اختیار کر چکی ہے کہ مسئلے کا واحد حل یہی ہے کہ خواتین, تعلیم کے میدان میں فعال کردار ادا کریں۔

عورتوں کے معاملہ میں افراط و تفریط کا یہ عالم ہے کہ ایک طبقہ کا تو یہ خیال ہے کہ عورت کا بالکل مرد کے شانہ بشانہ چلنا ہی اس صنف کی اصل آزادی ہے اور عورتوں اور مردوں کے مابین میل جول کو روکنا یا دونوں کا میدان کار علیحدہ کرنا، عورتوں پر صریح ظلم اور حقوق انسانیت کے بالکل ہی خلاف ہے، ان لوگوں نے مساوات کا مطلب یہ سمجھا کہ عمل میں مساوات ہو حالانکہ مرد و عورت کے درمیان عمل میں مساوات نہیں بلکہ حیثیت میں مساوات ہے، کہ دونوں یکساں عزت و احترام اور اخلاقی سلوک کے لائق ہیں ان میں مرد و زن کا کوئی امتیاز نہیں۔

دوسرے طبقہ کا یہ زعم ہے کہ اس کی حیثیت صرف یہ ہے کہ اسے گھر کی چار دیواری میں اس طرح محصور کر دیا جائے کہ ان کا تعلق خانہ داری امور کے علاوہ کسی اور چیز سے نہ ہو، حتی کے انہیں تعلیم دینا، مردوں کی طرح انہیں علم سے آراستہ کرنا بھی مناسب نہیں، بلکہ ان کے خیال میں وہ عورت بہتر ہے جو تعلیم یافتہ نہ ہو، ان کے خیال میں عورتوں کو یہ حق ہی حاصل نہیں کہ وہ پڑھیں لکھیں اور اپنی تعلیم کی روشنی میں اپنے روشن مستقبل کی تعمیر کریں۔

جبکہ شرعی نصوص میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام ان دونوں کے بیچ اعتدال کی تعلیم دیتا ہے، وہ نہ تو عورتوں کو بالکل بے محابہ میدانِ عمل میں آنے کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی ان کو ہر قسم کے معاملات سے روکتا ہے، بلکہ ان کی صنفی نزاکت کا لحاظ رکھتے ہوئے قیود و شرائط کے ساتھ انہیں ان تمام کاموں کی اجازت دیتا ہے جن کی انہیں دنیوی یا اخروی اعتبار سے ضرورت ہے۔

تعلیم کی ضرورت ایک مسلمہ ضرورت ہے، کیونکہ جہالت تمام برائیوں کی جڑ ہے اور علم تمام کمالات کا سرچشمہ ہے، انسان بغیر علم کے نہ تو اپنی زندگی کو صحیح طے کر سکتا ہے اور نہ اپنی آخرت کی تیاری کر سکتا ہے، کیونکہ نجات کے لئے عمل ضروری ہے اور عمل کا پہلا زینہ علم ہے، اور شریعت کے احکامات، عبادات و معاملات میں مرد و عورت کی کوئی تخصیص نہیں، بلکہ دونوں ہی اپنے کردہ اور نا کردہ کے جوابدہ ہیں، تو اس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ عمل کے لئے جس طرح مردوں کے لئے علم ناگزیر ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ضروری ہے۔

عورتوں کی تعلیم پر کچھ لوگ بڑی غلط فہمیاں رکھتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ تعلیم صرف لڑکوں کو ہی دینا ضروری ہے۔ تعلیم چاہے روزگار کیلئے ہو، چاہے دین کے لئے ہو اس میدان میں صرف مَردوں کو ہی آنا چاہیے عورتیں باورچی خانے کے لئے پیدا ہوئی ہیں اور ان کی زندگی باورچی خانے سے شروع ہو کر دسترخوان پر ختم ہو جاتی ہے۔ یہ باتیں ہرگز درست نہیں، عورتیں بھی انسان ہیں، علم کی روشنی انسان کو جینا سکھاتی ہے۔ علم وہ سمندر ہے جس کا ساحل کبھی نظر نہیں آتا اور انسان کو اس کی ہر دم ہر لحظہ تلاش رہتی ہے۔

خواتین کے فرائض میں سے ایک اہم فریضہ بچوں کی پرورش، انکی نگہداشت اور صحیح تعلیم و تربیت ہوتی ہے۔ اگر ماں تعلیم یافتہ اور سلیقہ شعار ہو تو اولاد بھی صاحب علم اور مہذب ہوگی۔ بچے اپنی ماں سے طور طریقے اور آداب و اطوار حاصل کرتے ہیں۔ ایک ماں اپنی اولاد کے خیالات کو سنوارنے کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ جب ماں کی بنیادیں مستحکم ہوں گی تو بچے بھی معاشرے کے اہم فرد کے حیثیت سے ابھر سکتے ہیں۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ:

وجود زن سے ہے کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں

یہ موضوع کئی وجوہ سے اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو قرآنِ مجید میں پہلا درس دیا وہ بھی علم کے متعلق ہے۔ اور خود حضور نبی رحمت ﷺ بھی فخر سے فرماتے تھے کہ:

"إِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً"۔
"مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے"۔

المختصر یہ کہ حضور نبی اکرم ﷺ، خلفائے راشدین، صحابہ کرام، اولیائے کرام اور علمائے کرام نے حصولِ علم کی بہت تاکید فرمائی ہے۔

یہ مقالہ دیباچہ، دو ابواب اور چند فصول پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں تعلیم نسواں کی ضرورت واہمیت اور افادیت کو بیان کیا گیا ہے اور اسکے ضمن میں تعلیم نسواں کی شرعی حیثیت کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ اور اسلامی نقطۂ نظر اور اسکے ساتھ ساتھ مغربی نظام تعلیم کے چند پہلوؤں کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔ دوسرے باب میں علمائے دین اور مفتیانِ شرعِ متین کی آراء کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ اور آخر میں علامہ اقبال اور اکبر الٰہ آبادی کے خیالات کا اظہار بھی کیا گیا ہے۔ الغرض تعلیم نسواں کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔

دامانِ باغباں سے کفِ گل فروش تک
بکھرے پڑے ہیں سینکڑوں عنواں میرے لئے

اس موضوع پر پہلے بھی لوگوں نے بہت بحث کی ہے لیکن اس میں واضح نہیں کیا گیا کہ تعلیم نسواں کے بارے میں علماء دین اور مفتیان عصر حاضر کی آراء کیا ہیں۔ اور نہ ہی کسی کتاب میں اس موضوع کو اتنے جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ لیکن پیش نظر مقالہ ان تمام خوبیوں کا حامل ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ یہ مقالہ قارئین کے لیے ہر لحاظ سے مفید ثابت ہو۔ اور میری اس چھوٹی سی کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

باب اوّل

تعلیم نسواں کی ضرورت واہمیت اور افادیت:

یوں تو تعلیم وتربیت کی ضرورت ہر دور میں محسوس کی جاتی رہی ہے۔ دورِ جدید کے تناظر میں دیکھا جائے تو اسکی ضرورت، اہمیت اور افادیت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ آج دنیا جس برق رفتاری سے ترقی کی منزلیں طے کررہی ہے اس سے اہلِ علم بخوبی واقف ہیں۔ نئے نئے علوم کے ساتھ ہی تحقیق وتدوین کا کام بھی اس قدر تیز رفتاری سے جاری ہے کہ دنیا انگشت بدنداں ہے۔ مسلمانوں پر علم حاصل کرنا فرض قرار دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طلوعِ اسلام کے بعد مسلمانوں نے مختلف میدانوں میں جو کارہائے نمایاں انجام دیے وہ تاریخ کے صفحات پر رقم ہیں۔

اور یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اپنے ظہور کے اول دن سے ہی پیغمبر اسلام ﷺ پر "اِقْرَاْ" کے خدائی حکم کے القاء کے ذریعہ جہالت کی گھٹاٹوپ تاریکیوں میں علم کی عظمت واہمیت کو جاگزیں کیا اور "قرآن مقدس" میں بار بار عالم وجاہل کے درمیان فرق کے بیان اور جگہ جگہ حصولِ علم کی ترغیب کے ذریعے اس کی قدر ومنزلت کو بڑھایا؛ چنانچہ قرآنِ کریم میں "علم" کا ذکر اسی بار اور علم سے مشتق شدہ الفاظ کا ذکر سینکڑوں دفعہ آیا ہے، اسی طرح عقل کی جگہ "الباب" (جمع لب) کا تذکرہ سولہ دفعہ اور "عقل" سے مشتق الفاظ اٹھارہ جگہ اور "فقہ" سے نکلنے والے الفاظ اکیس مرتبہ مذکور ہوئے ہیں، لفظ "حکمت" کا ذکر بیس دفعہ اور "برہان" کا تذکرہ سات دفعہ ہوا ہے، غور وفکر سے متعلق صیغے مثلاً:
""دیکھو"، "غور کرو" وغیرہ، یہ سب ان پر مستزاد ہیں۔"

انسانی معاشرے کی تعمیر وترقی کے لیے تعلیم وتربیت، علم وآگہی اور شعور بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ اسی طرح یہ بھی حقیقت ہے کہ خواتین، معاشرے کا نصف حصہ ہیں۔ لہٰذا ان کی تعلیم وتربیت معاشرے کی صلاح وفلاح کیلئے از بس ضروری اور ناگزیر ہے۔ آئیں دیکھیں کہ شریعتِ اسلامیہ میں تعلیم نسواں کی ضرورت واہمیت اور افادیت کیا ہے۔

اسلام کا نقطۂ نظر:

اسلام نے تعلیم وتربیت کو ابتدا ہی سے بنیادی اہمیت دی ہے۔ اسلام نے مرد اور عورت پر یکساں حقوق وفرائض عائد کیے ہیں، اور دونوں ہی اپنے فرائض کو پورا کرنے کے لیے یکساں ذمہ دار ہیں۔ یہ واضح امر ہے کہ جب تک اپنے فرائض سے متعلق مکمل طور پر واقفیت حاصل نہ ہو، کوئی اپنے فرائض سے صحیح طور پر عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا جب تک علم دین حاصل نہ کیا جائے تب تک دین کے احکام پورے کرنا ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین اسلام نے حصولِ علم کو مرد وعورت دونوں کے لیے یکساں لازمی قرار دیا ہے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی بھی قوم کو مجموعی طور پر دین سے روشناس کرانے، تہذیب وثقافت سے بہرہ ور کرانے اور خصائل فاضلہ وشمائل جمیلہ سے مزین کرنے میں اس قوم کی خواتین کا اہم؛ بلکہ مرکزی اور اساسی کردار ہوتا ہے اور قوم کے نونہالوں کی صحیح اٹھان اور صالح نشوونما میں ان کی ماؤں کا اہم رول ہوتا ہے۔

اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ ماں کی گود بچے کا اولین مدرسہ

ہے؛ اس لیے شروع ہی سے اسلام نے جس طرح مردوں کے لیے تعلیم کی تمام تر راہیں روا رکھی ہیں ان کو ہر قسم کے مفید علم کے حصول کی نہ صرف آزادی دی ہے؛ بلکہ اس پر ان کی حوصلہ افزائی بھی کی ہے، جس کے نتیجے میں قرنِ اولیٰ سے لے کر آج تک ایک سے بڑھ کر ایک کج کلاہِ علم وفن اور تاجورِ فکر وتحقیق پیدا ہوتے رہے اور زمانہ ان کے علوم بے پناہ کی ضیاپاشیوں سے مستفیض ہوتا رہا۔

بالکل اسی طرح اس دین حنیف نے خواتین کو بھی تمدنی، معاشرتی اور ملکی حقوق عطا کرنے کے ساتھ ساتھ تعلیمی حقوق بھی اس کی صنف کا لحاظ کرتے ہوئے مکمل طور پر دیے؛ چنانچہ ہر دور میں مردوں کے شانہ بہ شانہ دخترانِ اسلام میں ایسی باکمال خواتین بھی جنم لیتی رہیں، جنھوں نے اطاعت گزار بیٹی، وفاشعار بیوی اور سراپا شفقت بہن کا کردار نبھانے کے ساتھ ساتھ دنیا میں اپنے علم وفضل کا ڈنکا بجایا اور ان کے دم سے تحقیق وتدقیق کے لاتعداد خرمن آباد ہوئے۔

فصل اوّل

فضائل علم قرآن مجید کی روشنی میں:

قرآن کریم میں علم کی بے مثال فضیلت بیان کی گئی ہے۔ بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں حصولِ علم سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ علم دین اسلام کی بنیادوں میں سے ایک اہم بنیاد ہے۔ علم کی اس سے بڑھ کر کیا اہمیت بیان کی جاسکتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب اور آخری نبی ﷺ پر جب نزولِ وحی کی ابتداء فرمائی تو پہلا حکم ہی پڑھنے کا نازل فرمایا۔ اس پر تمام ائمہ ومفسرین کا اتفاق ہے کہ نزولِ وحی کا آغاز سورۃ العلق کی ابتدائی پانچ آیات مبارکہ سے ہوا ہے:

إِقْرَأْ بِسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ۔ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ إِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ۔ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ۔

"(اے حبیب ﷺ!) پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے، جس نے قلم سے لکھنا سکھایا، جو نہ جانتا تھا۔"(۱)

اب ان آیاتِ مبارکہ میں جہاں پہلا حکم ہی حصولِ علم کے process کے پہلے مرحلے یعنی پڑھنے کے حکم سے ہوا، وہاں پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کے رب اور خالق ہونے کے بیان کے ساتھ ساتھ علوم کی دو اہم شاخوں "عمرانیات اور تخلیقات" کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ دوسری آیت میں علم حیاتیات؛ تیسری آیت میں علم اخلاقیات کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے یہ بات بھی واضح کر دی گئی کہ اسلام کا تصورِ علم بڑا وسیع ہے اور جب اسلام طلب وحصولِ علم کی بات کرتا ہے تو وہ سارے علوم اس میں شامل ہوتے ہیں جو انسانیت کے لیے نفع مند ہیں۔

قرآن مجید کی متعدد آیات میں زمین وآسمان کی تخلیق میں تدبر وتفکر کی دعوت دی گئی اور یہی تدبر وتفکر جدید سائنس کی بنیاد بنا۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جدید سائنس، جس پر آج انسانیت ناز کرتی ہے، اس کی صرف بنیاد ہی مسلمانوں نے نہیں رکھی بلکہ وہ اصول وضوابط اور ایجادات ودریافتیں بھی مسلمانوں نے ہی کی ہیں جنھوں نے سائنس کی ترقی میں اہم ترین کردار ادا کیا ہے۔

قرآنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"إِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ"۔

"اللہ کے بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے لوگ ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔"(۲)

حقیقت بھی یہی ہے کہ علم والے لوگوں کا مقابلہ علم سے بے بہرہ اور جاہل لوگ کیسے کر سکتے ہیں۔ اس لیے اسلام نے حصولِ علم کی بہت تاکید کی ہے۔

مثلاً قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ"۔

"کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں کبھی یکساں ہو سکتے ہیں؟"(۳)

۱: "سورۃ العلق": ۹۶: الآیات ۱ إلیٰ ۵ وترجمہ کنز الایمان۔
۲: "سورۃ فاطر": ۳۵: آیۃ: ۲۸۔
۳: "سورۃ الزمر": ۳۹: آیۃ: ۹۔

"رَوَى ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى عُتَقَاءِ اللّٰہِ مِنَ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى الْمُتَعَلِّمِيْنَ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا مِنْ مُتَعَلِّمٍ يَخْتَلِفُ إِلَى بَابِ عَالِمٍ إِلَّا كَتَبَ اللّٰہُ لَهُ بِكُلِّ قَدَمٍ عِبَادَةَ سَنَةٍ وَبَنَى لَهُ بِكُلِّ قَدَمٍ مَدِيْنَةً فِي الْجَنَّةِ وَيَمْشِيْ عَلَى الْأَرْضِ وَالْأَرْضُ تَسْتَغْفِرُ لَهُ وَيُمْسِيْ وَيُصْبِحُ مَغْفُوْرًا لَهُ وَشَهِدَتِ الْمَلَائِكَةُ لَهُمْ بِأَنَّهُمْ عُتَقَاءُ۔"

"حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جس شخص کو یہ پسند ہو کہ وہ جہنم سے آزاد کردہ بندوں کی زیارت کرے تو اسے چاہیے کہ طالب علموں کو دیکھ لے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جو طالبِ علم کسی عالم کے دروازے کی طرف آتا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر قدم کے بدلے جنت میں ایک گھر بنا دیتا ہے۔ اور وہ زمین پر چلتا ہے تو زمین اس کے لیے بخشش کی دعا کرتی ہے۔ جب شام کرتا ہے اور صبح کرتا ہے تو بخشا ہوا ہوتا ہے، اور فرشتے گواہی دے رہے ہوتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے جہنم سے آزاد فرمادیا ہے۔" (۱۲)

علم نافع مرنے کے بعد بھی انسان کو فائدہ دیتا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے:

"عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا عَنْ ثَلٰثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمُهُ يُنْتَفَعُ بِهٖ أَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْلَهُ۔"

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہوجاتے ہیں۔ سوائے تین چیزوں کے: اول صدقہ جاریہ، دوسرا علم جس سے دوسروں کو فائدہ ہو اور تیسرا نیک بخت لڑکا جو اس کے لیے دعا کرے۔" (۱۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم حاصل کرنے کی کتنی تاکید فرمائی ہے۔ اس کا اندازہ اس حدیث پاک سے لگایا جاسکتا ہے:

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: أُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ إِلَى اللَّحْدِ۔"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: پنگھوڑے (ماں کی گود) سے لے کر قبر تک علم حاصل کرو۔" (۱۴)

اسلام نے مرد اور عورت دونوں کو حصولِ علم کی تاکید کی ہے، خواہ انہیں اس کے لیے دور دراز کا سفر ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"أُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّيْنِ۔"

"علم حاصل کرو، چاہے تمہیں چین جانا پڑے"۔ (۱۵)

ان آیات اور احادیث سے اور ان کے علاوہ سینکڑوں احادیث ایسی ہیں جن سے علم کی بے پایاں فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ مگر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ علم کے یہ جتنے فضائل بیان ہوئے ہیں، صرف اس عالم یا عالمہ کے لیے ہیں جو خود اس حاصل کردہ علم پر عمل کرتا ہے، اس علم کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں مصروف رہتا ہے، اس کے اوامر بجالاتا ہے اور اس کے نواہی سے دور رہتا ہے۔ کیونکہ علم بغیر عمل کے وبال ہوتا ہے۔

---بقیہ صفحہ ۲۳ پر---

۱۲: "تفسیر کبیر"، سورۃ البقرۃ: ۲، آیۃ: ۳۱، ج: ۲، ص: ۴۰۰، الناشر: دار إحیاء التراث العربي، بیروت، الطبعة: الثالثة، ۱۴۲۰۔

۱۳: "مشکوۃ المصابیح" ج: ۱، ص: ۳۳، الحدیث: ۱۹۲، الناشر: مکتبہ رحمانیہ - باکستان۔

۱۴: "روح البیان"، سورۃ الکھف: ۱۸، آیۃ: ۶۶، ج: ۵، ص: ۲۷۴، الناشر: دار الفکر بیروت۔

۱۵: "مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار" ج: ۱، ص: ۱۷۴، الناشر: مکتبة العلوم والحکم - المدینة المنورة، الطبعة: الأولی، (بدأت ۱۹۸۸م، وانتهت ۲۰۰۹م)۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سنے کون قصۂ دردِ دل

جس ملک میں فحش TV چینلز، نائٹ کلبوں، سینما گھروں، ڈرامہ تھیٹر ہالوں، فحاشی اور بے حیائی پھیلانے والی CDs، فلموں، فلمی پوسٹروں اور نوجوان نسل کو تباہ و برباد اور دین سے دور کر دینے والے لیٹریچر پابندی ہونی چاہئے تھی۔

اس ملک کی مساجد کے سپیکروں پر پابندی لگادی گئی

کسی بھی مسجد کے مینار پر چاروں اطراف سپیکر لگانے پر پابندی ہے۔ صرف ایک سپیکر ایک ہی سمت میں اور وہ بھی صرف اذان کیلئے لگانے کا قانون بنا دیا گیا ہے۔

گھروں میں ننگے سر کام کاج میں مصروف مائیں، بہنیں جس اذان کو سُن کر اپنے سروں کو ڈھانپ لیا کرتی تھیں، آج اُس اذان کی آواز گھروں تک نہیں پہنچ پاتی۔

مساجد کے سپیکر کا غلط استعمال کرنے والے کو سزا ملنی چاہئے، مساجد کے سپیکر پر پابندی لگانے کی بجائے اُن تمام آلات، مواد اور میڈیمز پر پابندی لگنی چاہئے جو ہماری نوجوان نسل اور قوم کو دین سے دور کرنے کیساتھ ساتھ ہماری اخلاقیات کا بھی جنازہ نکال رہے ہیں۔ دیسی لبرلز اور اسلام مخالف طبقے کو اس Post سے ضرور جلن ہو گی مگر یہ چند سوالات شاید اُن کیلئے برنال کا کام کر جائیں۔

پانچ پانچ سال کی بچیوں سے ریپ بچوں اور خواتین سے زیادتی کے کیسز مساجد کے سپیکروں کی وجہ سے ہو رہے ہیں؟

کچھ عرصہ پہلے عشق معشوقی کے چکر میں خودکشی کرنے والے دسویں جماعت کے لڑکے اور لڑکی نے خودکشی مساجد کے سپیکر کی وجہ سے کی تھی؟

اس ملک میں جتنی بھی کرپشن، لوٹ مار، بھوک، افلاس، بے روزگاری اور عریانی، فحاشی، شراب نوشی وغیرہ وغیرہ یہ سب کچھ مساجد کے سپیکر کی وجہ سے ہے؟

Monthly
Gujrat - Pakistan
Ahl-e-Sunnat International
Regd. No. CPL 73
www.qadriaashrafia.org
Mob:0333.8403147/0313.9292373

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قربانی کی کھالیں "الجامعۃ الاشرفیۃ" کو دیجئے

دین کے اس کثیر الفوائد قلعے کی تعمیر و توسیع، تکمیل و ترقی کیلئے مخلصانہ دعائیں کیجئے۔

قربانی کی کھالوں، زکوٰۃ، فطرانہ، دیگر صدقات اور فراخ دلانہ عطیات

کے ذریعے اس عظیم مادرِ علمی کی بقاء و تکمیل میں اپنا کردار ادا کیجئے۔ آپ کا یہ نیک عمل بلا واسطہ دینِ مصطفےٰ ﷺ کی معاونت و عظیم صدقۂ جاریہ ہوگا۔

اس وقت **عید قربانی** کی آمد آمد ہے۔ اس مبارک موقع پر اپنے اور اپنے احباب کے **قربانی کے جانوروں کی کھالیں** یا انکی قیمت اپنے مرکزی "الجامعۃ الاشرفیۃ" کے مستحق طلباء و طالبات کو دیکر ثواب دارین حاصل کریں۔ اپنے احباب کو بھی اس کارِ خیر کی طرف متوجہ فرمائیں۔ رقم جمع کرواتے وقت رسید ضرور حاصل کریں۔ فقیر قادری کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو زیادہ برکتوں سے نوازے، دینی و دنیوی سعادتوں و ترقیوں سے ہمکنار فرمائے، اور آپکی مشکلیں آسان فرمائے۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل۔ دعا گو:

خواجہ پیر مفتی **محمد اشرف القادری**
مرکزی سجادہ نشین خانقاہ قادریہ عالمیہ، نیک آباد
بانی و مہتمم اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیۃ گجرات

المشتہر
ابوالنبیل محمد حمبیل اعظمی
ناظم شعبہ نشر و اشاعت "الجامعۃ الاشرفیۃ" گجرات، پاکستان
موبائل 0333.8403147/ 0321.6209101
0300.6203388/ 0333.8436514
فون 053. 3525149
053. 3515921